۴۹۶/۹۲

تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم (الحدیث)

ترجمہ

سراجی فی المیراث

مترجمہ

محمد سعادت خان سعادت جنگ

مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد

۱۳۵۰ھ

بموجب مراسلہ معتمدی عدالت سرکار عالی نشان (۱۷۳۴) مورخہ ۷ خورداد ۱۳۴۱ف اس کتاب کی رجسٹری بہ نمبر (۱۸) ہو چکی ہے اس لئے حق طباعت محفوظ ہے

۴۹۶
۹۲

تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم

ترجمہ

سراجی فی المیراث

مترجمہ

محمد سعادت خان سعادت جنگ

مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد

۱۳۵۰ھ

[illegible] ہوچکی ہے اس نسخے کی طباعت [illegible]

135419

فہرست مضامین

تفصیل ابواب

نشان سلسلہ	مضمون	صفحہ
۱	پیشکش	
۲	عرض حال	
۳	باب الفروض	۳
۴	باب عصبات	۱۱
۵	باب الحجب	۱۴
۶	باب المخارج الفروض	۱۶
۷	باب العول	۱۷
۸	باب التصحیح	۱۸
۹	باب ذوی الارحام	۲۲
۱۰	باب الرد ۔	۳۱
۱۱	باب مناسخہ	۳۸

تفصیل فصول

نشان	مضمون	صفحہ
۱	فصل موانع ارث	۳
۲	فصل نسوان	۵
۳	فصل دو عددوں کے باہمی نسبت کی دریافت	۱۷
۴	فصل ذوی الارحام درجہ اول	۲۳
۵	" " درجہ دوم	۲۴
۶	" " درجہ سوم	۲۵
۷	" " درجہ چہارم	۲۸
۸	فصل اولاد ذوی الارحام صنف چہارم	۲۹
۹	فصل تخارج	۳۴
۱۰	باب دادا کے حصہ کی تصریح	۳۵
۱۱	فصل طریقہ تقسیم ترکہ درمیان ورثا و قرض خواہان ۔	۴۳
۱۲	فصل حصہ مخنث	۴۵
۱۳	فصل حصہ حمل	۴۶
۱۴	فصل حصہ مفقود	۵۰
"	فصل حصہ مرتد	"
۱۵	فصل حصہ اسیر	۵۱
۱۶	فصل غرقی ۔ حرقی ۔ ہدمی	۵۲

5.9.1975

۷۸۶
۹۲

پیشکش

حمدِ خدا و نعتِ نبیؐ میں مری زباں
لرزاں ہے مثلِ بید کہ ہیبت کا ہے مکاں

اور اہلِ بیتِ حضرتِ خیر الانام کا
کب وصف کر سکے کوئی انسانِ ناتواں

کیا تاب ہے قلم کی لکھے وصفِ چاریارؓ
مدّاح جن کا آپ ہی ہے ربِّ دو جہاں

یارب تری صلوٰۃ و سلام ان پہ ہو مدام
جب تک رہے بقا میں مکان اور لامکاں

میں اپنے اس ناچیز ترجمہ کو

حضرت استاذی مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خاں صاحب قادری

نقشبندی مجمع السلاسل امروہی ثم الحیدر آبادی کے

نام نامی سے معنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ جن کی ذاتِ ستودہ صفات میرے لئے تحصیلِ علومِ عربیہ کا باعث ہوئی۔

سعادت جنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

فرائض ملازمت سرکاری سے سبکدوشی کے قریب تر زمانہ میں مجھے علوم عربیہ کی تحصیل کا شوق دامنگیر ہوا اور یہ وہ خواہش تھی جو مدتِ مدید سے میرے قلب و دماغ میں جاگزیں تھی مگر مشاغلِ ملازمت و ہجوم کار کی وجہ سے تکمیل کا موقع نہ مل سکا۔ خوش قسمتی سے کہئے یا حسنِ اتفاق سے مجھے ایک شفیق ایسا استاد کامل مل گیا جس کی ذاتِ علوم متداولہ فارسی و عربی کے ماہر ہونے کے علاوہ علم طریقت اور معرفت ان کا آبائی اور ذاتی علم تھا میں نے اس موقع کو غنیمت جانکر عربی کی تحصیل کی طرف قدم آگے بڑھایا اور تین چار سال کی مسلسل کوشش اور محنت سے اپنے ارادہ کی تکمیل میں ایک بڑی حد تک کامیاب ہو گیا۔ دورانِ تعلیم میں جب کتاب سراجی فی المیراث کا درس شروع ہوا تو مجھے یہ کتاب بہت مختصر مگر جامع معلوم ہوئی اور میں نے یہ خیال کیا کہ اگر اس کا اردو ترجمہ ہو جائے تو میرے اور میری برادری کے بچوں کو بہت فائدہ پہنچیگا۔ چنانچہ جب کتاب ختم ہوئی میرے ارادہ کو اس خیال سے تحریک ہوئی اور میں نے ترجمہ کا کام آغاز کرکے مہینہ

ڈیڑھ مہینہ کی مدت میں پایۂ انصرام کو پہنچا دیا۔

سراجی کی قدر بلحاظ ایک جامع اور مختصر کتاب ہونے کے وہی لوگ جان سکتے ہیں جنہوں نے اس کو مطولات سے مقابلہ کرکے موازنہ کیا ہے اور جن کو فرائض اور ارث توریث کے معاملات میں کافی عبور حاصل ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی مقبول کتاب ہے اور تمام اُن ضروریات پر حاوی ہے جو معاملات وراثت میں استخراج سہام فرائض وغیرہ کے موقع پر پیش آتے ہیں اور اس کی موجودگی دوسرے کتابوں کی ورق گردانی سے مستغنی کردیتی ہے جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ بہرحال میں نے جو محنت کی ہے وہ کسی دنیاوی منفعت وصلہ کی خواہش سے نہیں ہے اگر ناظرین کرام اس سے فائدہ اٹھائیں تو میں سمجھونگا کہ میری محنت جزیرہ ہوگئی اور مجھے اپنی دماغ پاشی و دل سوزی کا بہتر صلہ مل گیا۔

ناانصافی ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے استاد مکرم جناب مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خاں صاحب قادری نقشبندی مجمع السلاسل امروہی ثم الحیدرآبادی کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے اس کتاب کے ترجمہ میں میری مدد فرمائی اور ایک مرتبہ اس کار خیر میں استعانت فرماکے ضروری اصلاحات سے مزین فرمایا۔

۲۹۔ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ
امیر منزل۔ حیدرآباد دکن

محمد سعادت خاں سعادت جنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث

تعلموا[1] الفرایض وعلموها الناس لانها نصف العلم

ترجمہ۔ علم فرائض خود سیکھو اور اوروں کو سکھاؤ کہ وہ نصف علم ہے۔

ترتیب تقسیم ترکہ میّت علماءِ حنفیہ کے نزدیک ترکہ میت کی تقسیم بہ ترتیب ذیل ہے:۔

(۱) سب سے پہلے مالِ متروکہ سے میّت کی تجہیز وتکفین میانہ روی کے ساتھ عمل میں آئے گی۔

(۲) اس کے بعد جو کچھ بچے اُس سے میت کا قرضہ اگر کچھ ہو تو ادا کیا جائیگا

(۳) اس کے بعد میت نے وصیت کی ہو تو وہ اس کے ثلث مال یا اس کے اندر ادائی کی جائیگی۔

[1] فرائض کا تعلق ترکہ اموات سے ہے اور بقیہ علوم کا تعلق احیاء سے ہے اس واسطے یہ نصف علم ہوا۔

(۴) اس کے بعد جو کچھ مال بچے وہ بموجب کتاب و سنت و اجماع اُمت ورثا میت میں اس طرح تقسیم کیا جائیگا۔

(اول) اصحاب فروض جن کے حصے ازروے قرآن و حدیث مقرر ہیں حصہ پائیں گے۔

(دوم) عصبہ نسبی جو مال اصحابِ فروض کی تقسیم کے بعد بچے وہ اُن کو دیا جائے گا۔

(سوم) عصبہ سببی مولی العتاقہ یعنے آزاد شدہ غلام کا آقا کہ بسبب آزاد کرنے کے وہ اس کا عصبہ سببی ہو جاتا ہے۔ اگر آقا فوت ہو چکا ہو تو آقا کے عصباتِ نسبی علی الترتیب اُس مال کے وارث ہوں گے۔

(چہارم) پھر بھی کچھ بچ رہے تو وہ ذوی الفروض کو دوبارہ تقسیم کیا جائیگا

(پنجم) اگر یہ نہوں تو ذوی الارحام ترکہ پائیں گے۔

(ششم) اگر وہ بھی نہوں تو حق مولی[۱] الموالات کا ہے۔

(ہفتم) اگر وہ بھی نہوں تو وہ شخص حصہ پائیگا جس کے نسب کی بابتہ میت نے اقرار کیا ہو کہ وہ شخص میرے فلاں عزیز کی اولاد ہے۔ لیکن عزیز مذکور نے

---

[۱] مولی الموالات سے وہ شخص مراد ہے جو کسی سے یہ معاہدہ کر لے کہ جب میں مروں تو میرے مال کا تو وارث ہے اگر اجیانا مجھ سے قتل عمد سرزد ہو جاوے تو میری جانب سے دیت ادا کرنا اور وہ شخص قبول کر لے مولی الموالات ایک طرفہ ہے جو درست اور اُس کا حق بعد ادائی حقوق ورثا و ماسبق کے ہے اگر فریقین باہم معاہدہ کریں تو وہ بھی درست ہے۔

اس کو اپنی اولاد ہونے سے انکار کیا ہو اور اس وجہ سے نسب اس کا ثابت نہ ہو سکا ہو تو اس کے مال میں اُس کو حصّہ دلایا جائے گا۔

(ھشتم) اگر ان میں سے کوئی وارث نہ ہو تو وہ شخص جس کے لئے میت نے کل مال دئے جانے کی وصیت کی ہو۔ کل مال پائیگا۔

(نہم) اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو مال بمدلاوارثی بیت المال میں جمع کیا جائیگا۔

فصل موانع ارث کے بیان میں

موانع ارث حسب ذیل ہیں:۔

(۱) وارث کسی کا غلام ہو۔

(۲) وارث قاتل مورث ہو جس کے پاداش میں قصاص یا کفّارہ واجب ہو

(۳) اختلاف الدّینین۔ یعنے وارث اور مورث کا دین مختلف ہو اختلاف الدّارین یعنے وارث و مورث میں سے ایک دارُالاسلام کا باشندہ ہو اور ایک دارُالحرب کا۔

(۴) جہل ترتیب موت وارث یا مورث یعنے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وارث مورث میں پہلے کون مرا۔

باب ذوی الفروض کے بیان میں

حصص شرعی بموجب کتاب اللہ چھ ہیں یعنے نصف و رُبع و ثُمن و ثلث و دو ثلث و سُدس۔ جو بحسب موقع کہیں دو چند کئے جاتے ہیں اور کہیں نصفا نصف۔

ذوی الفروض بارہ ۱۲ ہیں۔ مردوں میں چار۔ باپ۔ دادا۔ بھائی۔ شوہر۔ اور عورتوں میں آٹھ ہیں۔ زوجہ۔ بیٹی۔ پوتی (خواہ پڑوتی ہو) حقیقی بہن۔ علاتی بہن اخیافی بہن۔ ماں۔ دادی۔

باپ کے متعلق تین قسم کے مسائل ہیں۔

(۱) فرض مطلق یعنے یہ کہ میت کو باپ کے علاوہ بیٹا۔ یا پوتا یا پرپوتا ہو تو باپ چھٹا حصہ پائیگا۔

(۲) فرض وتعصیب یعنے یہ کہ میت کو باپ کے علاوہ بیٹی (یا پوتی پرپوتی) ہو تو باپ چھٹا حصہ پائیگا اور علاوہ اس کے بیٹی و پوتی و پرپوتی کی تقسیم ہو چکنے کے بعد جو کچھ بچے وہ سب بھی پائیگا۔

(۳) تعصیب محض یعنے یہ کہ میت کو باپ ہو اور کسی قسم کی اولاد نہ ہو نیز بیٹے یا پوتے کی اولاد نہ ہو تو اس صورت میں وہ کل مال بعد تقسیم ذوی الفروض پائیگا

جد صحیح یعنے دادا۔ مثل باپ کے ہے مگر چار مسائل میں فرق ہے جس کا ذکر علیحدہ باب میں آئے گا۔ لیکن باپ کی موجودگی میں دادا محروم رہیگا جد صحیح سے مراد وہ دادا ہے جس کے سلسلہ نسب میں ماں کا واسطہ نہ ہو

اخیافی بھائی وبہن کے متعلق دو قسم کے احکام ہیں۔

(الف) اگر میت لاولد ہو اور اس کو باپ یا دادا بھی نہو اور اخیافی بہن یا بھائی ایک ہی ہو تو وہ چھٹا حصہ پائیگا۔ دو یا دو سے زیادہ ہوں تو تیسرا

حصہ پائینگے اور ذکور و اناث میں تقسیم مساوی طور پر ہوگی۔
(ب) میت کو اولاد موجود ہو یا اس کو باپ ہو یا دادا تو اخیافی بھائی
و بہن محروم رہینگے۔
زوج یعنے شوہر کے حقوق کے دو شکلیں ہیں۔
(۱) یہ کہ میت لاولد ہو تو وہ نصف پائیگا۔
(۲) یہ کہ اگر میت کو اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو تو چہارم پائیگا۔

فصل نسوان زوجات کے حقوق کے دو شکلیں ہیں۔
(۱) یہ کہ میت کو کچھ اولاد نہ ہو تو زوجہ چہارم حصہ پائیگی۔
(۲) یہ کہ میت کو اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو زوجہ آٹھواں حصہ پائیگی۔
اور چند زوجات ہوں تو اسی میں سب شریک ہو جائیں گی۔

لڑکیاں۔

(۱) اگر بغیر بھائی بھتیجہ کے ایک ہے تو نصف پائیگی۔
(۲) اور دو ہوں یا اُس سے زیادہ تو دو ثلث پائیگی۔ } یہ ذوی الفروض ہیں
(۳) اگر لڑکی کے ساتھ بھائی ہو تو اس سے نصف پائیگی } یہ صورت عصبہ ہونے کی ہے۔

پوتیاں۔

پوتیوں کے حقوق عام طور پر مثل بیٹیوں کے ہیں اور اُن کے چھ شکلیں ہیں۔

(۱) یہ کہ بیٹی نہ ہو اور ایک پوتی ہو تو نصف پائیگی۔

(۲) یہ کہ بیٹی نہ ہو اور دو یا زیادہ پوتیاں ہوں تو دو ثلث پائیں گی۔

(۳) یہ کہ ایک بیٹی ہو اور ایک یا زیادہ پوتیاں ہوں تو ایک سُدس پائینگی

(۴) یہ کہ دو بیٹیاں ہوں یا زیادہ تو پوتیاں محروم رہیں گی۔

(۵) یہ کہ اُن پوتیوں کے ساتھ کوئی بھائی بھتیجہ بھی ہو تو بقیہ ایک ثلث مال ان میں بقاعدہ ذکر وانثیٰ تقسیم کر دیا جائیگا اور اس صورت میں وہ عصبہ کہلائیں گی۔

(۶) یہ کہ میت کو بیٹا موجود ہو تو اس صورت میں پوتیاں محروم رہینگی۔

تشریح

میت نے ایک پوتی اور دو پڑپوتیاں اور تین سکڑپوتیاں اور سکڑپوتو کے دو بیٹیاں اور ایک سکڑپوتی کی پوتی۔ حسب ذیل چھوڑیں تو اول طبقہ والے کو جو صورت مفروضہ میں صرف ایک ہی ہے نصف (▭) پائیگی۔ دوسرے طبقہ والیاں جو صرف دو ہیں سُدس (○) پائینگی تا کہ دو ثلث کا تکملہ ہو جائے اور تیسرے چوتھے طبقہ والیاں اگر اُن کے ساتھ بھائی بھتیجا ہوتا تو محروم رہتیں اب بسبب بھائی، بھتیجا موجود ہونے کے عصبہ (△) ہو جائینگی اور بحساب ذکر وانثیٰ حصہ پائینگی اور پانچویں طبقہ والیاں چونکہ اس کے مقابل اور نیچے کے طبقہ میں کوئی لڑکا نہیں ہے تو وہ محروم رہیں گی

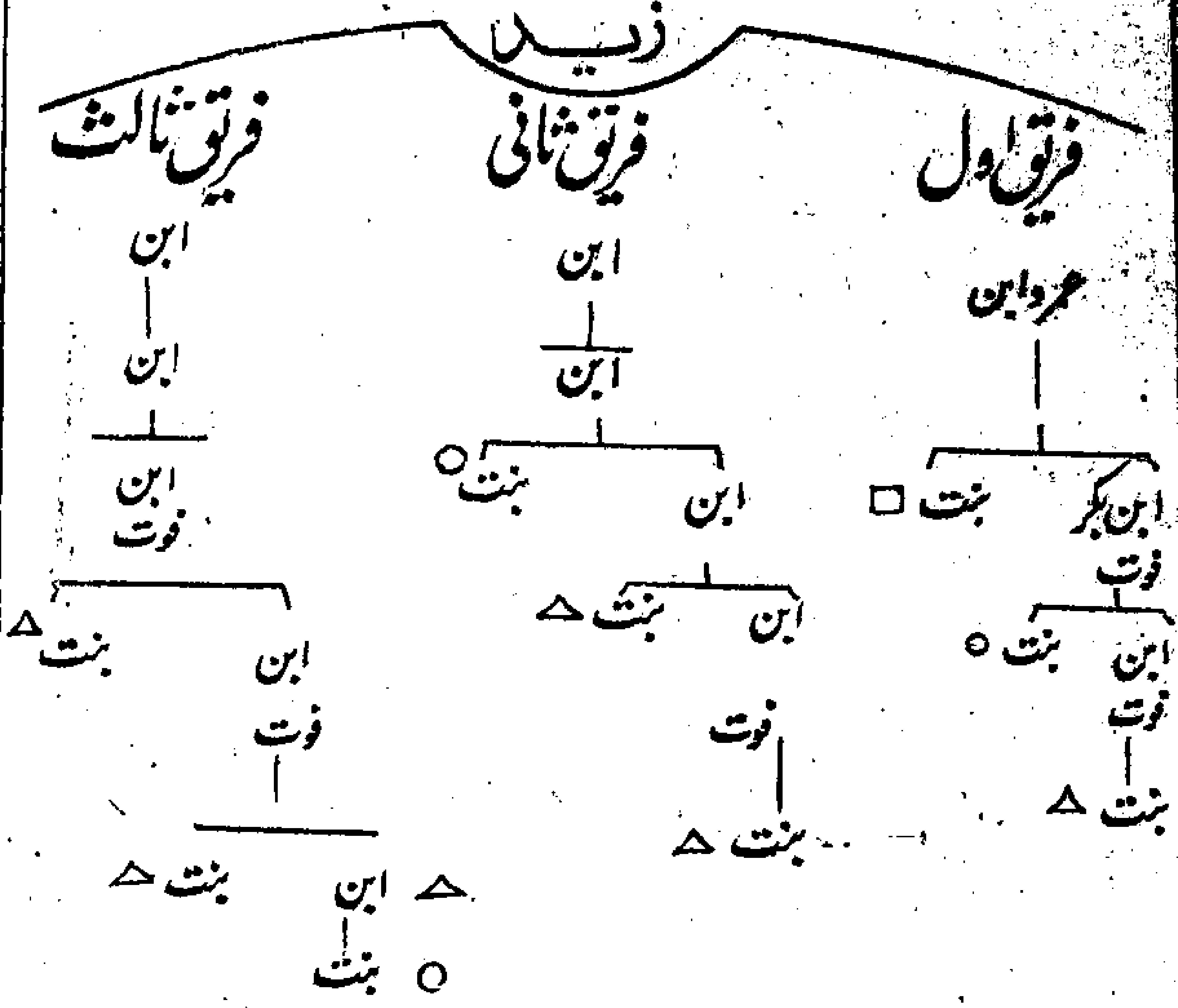

حقیقی بہن اس میں پانچ شکلیں نکل سکتی ہیں۔

(۱) یہ کہ ایک بہن اور بھائی یا بھتیجہ نہ ہو تو باستثنائے شکل نمبر (۴) وہ نصف حصہ پائیگی۔

(۲) یہ کہ بلا بھائی بھتیجہ کے دو بہنیں ہوں یا زیادہ تو وہ دو ثلث پائینگی باستثناء شکل نمبر ۴

(۳) اگر بہنوں کے ساتھ حقیقی بھائی بھی ہو تو وہ عصبہ ہو کر بقاعدہ ذکر دو انثی نصف حصہ پائینگی۔

(۴) میت کو اگر حقیقی بھائی نہ ہو بلکہ بہن یا بہنیں اور ایک بیٹی یا ایک پوتی

یا پڑپوتی ہو تو نصف ترکہ بیٹی وغیرہ کو پہنچیگا اور بقیہ بہنوں کو اور اگر پوتی و پڑپوتی ایک سے زیادہ ہوں تو وہ دو ثلث پائینگے اور بقیہ ایک ثلث بہنوں کو ملیگا۔

(۵) میت کو اگر باپ ہو یا بیٹے یا پوتے یا پروتے ہوں تو حقیقی و علاتی بھائی و بہن سب بالاتفاق محروم رہیں گے۔

علاتی بہنیں ان کے احکام بھی مثل حقیقی بہنوں کے ہیں اس میں سات شکلیں نکل سکتی ہیں۔

(۱) ایک بہن بلا حقیقی بھائی کے ہو تو نصف ترکہ پائیگی۔

(۲) دو بہنیں بغیر حقیقی بھائی کے ہوں تو دو ثلث پائینگی۔

(۳) میت کو ایک حقیقی بہن ہو تو یہ علاتی بہن سدس پائیگی جس سے تکملہ ثلثین کا ہو جائیگا۔

(۴) میت کے دو حقیقی بہنیں بلا بھائی کے ہوں تو یہ علاتی بہن محروم ہوگی۔

(۵) علاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی بھی ہو تو اوس کے ساتھ یہ بھی عصبہ ہو جائیگی اور بقاعدہ ذکر وانثی حصہ پائیگی۔

(۶) میت کو بھائی نہ ہو اور بیٹیاں یا پوتیاں ہوں اس کے ساتھ علاتی بہنیں عصبہ ہو کر حصہ پائینگی۔

(۷) میت کو اگر باپ ہو یا بیٹے یا پوتے یا پڑپوتے ہوں حقیقی و علاتی بہن و بھائی سب بالاتفاق محروم رہیں گے۔

نوٹ۔ اگر میت کو حقیقی بھائی موجود ہو تو علاتی بہن بھائی محروم رہینگے اور اگر حقیقی بہن عصبہ ہو کر موجود ہو تو بھی سب محروم رہینگے۔

ماں۔

اس کی تین شکلیں ہیں:۔

(۱) یہ کہ ماں کو چھٹا حِصّہ دلایا جائے جبکہ میت بیٹا بیٹی یا پوتا۔ پوتی یا پڑپوتا۔ پڑپوتی چھوڑے یا بہن یا بھائی دو یا دو سے زیادہ چھوڑے خواہ حقیقی ہوں یا اخیافی و علّاتی۔

(۲) یہ کہ ماں کو تہائی حصّہ کل ترکہ کا دلایا جائے جبکہ رشتہ داران مذکورۂ بالا میں سے کوئی نہ ہو۔

(۳) اگر میت کو بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ پڑپوتا۔ پڑپوتی نہ ہو بلکہ میت اگر مرد ہو اور اس کو زوجہ ہو یا اگر میّت عورت ہو اور اس کو زوج ہو تو بعد ادائی حق زوجین بقایا میں سے ماں باپ کو ایک ایک تہائی حِصّہ دلایا جائیگا اگر بجائے باپ کے میّت کا دادا ہو تو ماں کو اوّل تہائی کل مال میں سے دلادیجائیگی اور امام ابو یوسفؒ یہ کہتے ہیں کہ اس صُورت میں بھی ماں کو بقایا میں سے تہائی حصّہ دلایا جائیگا۔

دادی۔

(۱) ایک دادی ہو یا ایک ہی طبقہ کے چند دادیاں بصورتیکہ میت کو ماں یا باپ نہو تو ان کو چھٹا حصہ منفرداً یا مشترکاً دلایا جائیگا۔ اسی طرح سے ایک نانی ہو یا ایک ہی طبقہ کی چند نانیاں اگر میت کو ماں نہو تو ان کو چھٹا حصہ منفرداً یا مشترکاً دلایا جائیگا۔

(۲) میت کو دادا ہو تب بھی حقیقی دادی حصہ پائیگی مگر دادا کے اوپر کی دادیاں محروم ہو جائینگی اور اگر میت کو ماں ہو تو دادی و نانیاں سب محروم رہینگی اگر میت کو باپ ہو تو باپ کے جانب کی دادیاں و پڑدادیاں سب محروم رہینگی۔ قریب کی دادیاں اور نانیاں بعید طبقہ کی دادیوں اور نانیوں کی حاجب ہو جاتی ہیں خواہ خود انھوں نے حصہ پایا ہو یا محروم رہی ہوں۔

(۳) اگر کوئی اوپر کی دادی ایسی زندہ ہو کہ وہ دوسرے رشتہ سے نانی بھی ہو اور اُسی کے ہم طبقہ ایک دوسری دادی ہو جو نانی نہو تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ دونوں چھٹے حصہ میں مساوی طور پر شریک رہینگی۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک قرابت والی کو ایک حصہ اور دو قرابت والی کو دو حصے دئے جائینگے۔

باب عصبات کے بیان میں

عصبہ میت سے وہ قرابت دار مراد ہے جس کا فرائض میں کوئی حصہ مقرر نہو اور وہ تقسیم ذوی الفروض کے بعد بقیہ مال کا وارث ہو اور ذوی الفروض نہونے کی صورت میں کل مال کا وارث ہوے عصبہ کی دو قسمیں ہیں۔ عصبہ نسبی[۱] اور عصبہ سببی[۲]

عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ عصبہ بنفسہ[۱]۔ عصبہ بغیرہ[۲]۔ عصبہ مع غیرہ[۳]۔

عصبہ بنفسہ وہ مرد ہے جس کو میت سے قرابت بلا واسطہ عورت ہو۔ اُس کی چار قسمیں ہیں۔ جزو میّت یعنے میت کی اولاد۔ اصل میت یعنی میت کے۔ باپ دادا۔ جزء پدر میت یعنے بھائی و بہن جزء جد میت یعنے چچا وغیرہ۔

تشریح نمبر(۱) میراث میں استحقاق مقدم جزء میت کا ہے جب وہ نہوں اصل میت مستحق ہوگی۔ اگر وہ بھی نہوں تو جزء پدر میت مستحق ہوں گے اگر وہ بھی نہوں جزء جد میت بلحاظ قرب قرابت ترتیب وار مستحق ہوں گے۔

تشریح نمبر(۲) حقیقی قرابت دار مذکورۂ بالا میں سے یعنے حقیقی بھائی۔ بہن یا ان کی اولاد مستحق تر ہوگی بمقابلہ علاتی بھائی بہن یا ان کی اولاد کے اور علیٰ ہذا باپ کے حقیقی بھائی کے ہوتے ہوے علاتی چچا محروم اور علیٰ ہذا دادا کے حقیقی بھائی ہوتے ہوے علاتی دادا محروم رہینگے اور بمقابلہ علاتی بہن کے حقیقی بہن میت کی بیٹی کے ساتھ عصبہ ہوجائیگی۔

عصبہ بغیرہ وہ چار ذوی الفروض عورتیں ہیں جو اپنے بھائیوں [illegible]
کے ساتھ ملکر عصبہ بنجاتی ہیں یعنے حقیقی بیٹی اور پوتی اور حقیقی بہن اور حقیقی بہن نہ ہو
تو علاتی بہن۔

تشریح۔ پھوپی اپنے بھائی یعنے میت کے چچا کے ساتھ ملکر عصبہ نہیں ہوتی
کیونکہ ذوی الفروض سے نہیں ہے بلکہ وہ ذوی الارحام سے ہے۔

عصبہ مع غیرہ۔ وہ عورت جو دوسری ذی فرض عورت کے ساتھ میں ہو تو
عصبہ بنجائے جیسے حقیقی یا علاتی بہن بیٹی یا پوتی کے ساتھ ہو تو وہ عصبہ ہوجائیگی
اور بیٹی اور پوتی ذی فرض رہیں گی۔

(۲) عصبہ سببی۔ غلام کا وہ آقا ہے جس نے اس غلام کو آزاد کردیا ہو جیسا
کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ
ولاء مثل نسب کے ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص غلام کو آزاد کردے اور
بعدہ وہ غلام مرجائے تو باوجودیکہ اس غلام کے عصبات نسبی موجود ہوں تاہم
وراثت بعد ادائی حق ذوی الفروض غلام کے آقائے آزاد کنندہ کو پہنچیگی اور اگر
یہ آزاد کنندہ مرگیا ہو تو اس کے عصبات ذکور کو پہنچیگی نہ اناث کو۔ اگر وہ بھی نہ ہوں
تو غلام کے نسبی عصبات وارث ہوں گے اور اگر اسی طرح سے عورت [illegible] آزاد
کرے یا مکاتب[1] اور مدبر[2] کرے تو اس عورت کو مثل مرد آزاد کنندہ کے [illegible]

[1] مکاتب وہ غلام ہے جو کچھ مال دیکر آزاد ہوگیا ہو۔ [2] مدبر وہ غلام ہے [illegible]
کہا ہو کہ اس کے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔

ذوی الفروض غلام وراثت پہنچیگی۔ اگر کوئی غلام آزاد شدہ مرجائے اور بجز بیٹے آقا کے باپ کے اور آقا کے بیٹے کے کسی اور کو نہ چھوڑے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چھٹا حصہ غلام کے مال کا اُس کے آقا کے باپ کو اور بقیہ بیٹے کو دیدیا جائیگا اور امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک باپ کو کچھ نہ دلایا جائیگا اور کل مال بیٹے کو دلایا جائیگا اور اگر غلام آقا کے بیٹے اور آقا کے دادا کو چھوڑ مرا ہو تو سب مال بیٹے کو ملیگا اور دادا محروم رہیگا (بالاتفاق)۔

اگر کوئی شخص اپنے قرابت دار قریبہ کو خرید لے تو وہ آزاد ہو جائیگا مگر اُس کے ولاء (مال متروکہ) بقدر حصہ ملکیت خریدار کو پہنچیگی جیسے ایک شخص کو تین لڑکیاں ہیں ان میں سے بڑی لڑکی نے (۳۰) دینار اور چھوٹی لڑکی نے ۲۰ دینار جملہ (۵۰) دنیاریں باپ کو خرید لیا تو بعد مرنے باپ کے اُس کے مال میں سے دو تہائی مال اُس کے تین بیٹیوں کو ذی فرض ہونے کے لحاظ بحصہ مساوی پہنچ جائیگا بقیہ ایک ثلث مال میں ولاء جاری ہوگی اور اُس کے پانچ حصے کرکے تین حصے بڑی بیٹی کو اور دو حصے چھوٹی بیٹی کو دلادئے جائیں گے اور منجھلی بیٹی جو خریداری میں شریک نہیں ہے ولاء سے محروم رہیگی۔

صورت اُس کی حسب ذیل ہے:- میت زید ۳ × ۱۵ × ۴۵

بنت کبریٰ	بنت وسطیٰ	بنت صغریٰ
ہندہ	سلمیٰ	خدیجہ
۳	۳	
۱۰	۱۵	۱۰
(۹)	۱۰ ۳۰	(۶)
۱۹	۱۰	۱۶

پس اس طرح سے تقسیم ہوی کہ اصل مسئلہ ۳ سے کیا گیا اس میں سے ۲ کو ۳ پر تقسیم کرنا چاہا پوری تقسیم نہ ہوسکی تو بقاعدہ تصحیح اُس کو ۵ میں ضرب دیکر ۱۵ کیا اُس میں کے دو ثلث یعنے ۱۰ اکی بھی ۳ پر پوری تقسیم نہ ہوسکی تو دوبارہ بقاعدہ تصحیح ۳ میں ضرب دیکر ۴۵ کیا گیا) عمل میں آئیگی۔ اول اُس میں سے تینوں لڑکیوں کے جو ذوی الفروض ہیں یعنے ۳۰ سہام نکلے اور اُن میں سے ہر ایک کو ۱۰ سہام دلادے گئے بعدہٗ ۱۵ مابقی میں سے بڑی لڑکی ہندہ کو جس نے ۳۰ دئے تھے بحساب رسدی ۹۔ اور منجھلی لڑکی سلمٰی کو جس نے (۲۰) دے تھے۔ بحساب رسدی ۶ دلائے جائینگے اس حساب سے ہندہ کے ۱۹۔ اور سلمٰی کے ۱۶۔ اور خدیجہ کے ۱۰۔ سہام ہوں گے۔

باب الحجب

حجب دو قسم پر ہے۔ اول حجب نقصان یعنے زیادہ حصہ پانے کے بجائے کم حصہ پائے اور یہ پانچ اشخاص کے لئے مخصوص ہے۔

(۱) زوج۔ زوجہ۔ ماں۔ پوتی اور علاتی بہن۔

تشریح۔ زوج کا نصف حصہ اور زوجہ کا ربع حصہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں مقرر ہے اولاد ہو تو بجائے نصف کے ربع شوہر کو ملیگا اور بجائے ربع کے ثمن زوجہ پائیگی اور ماں کا تہائی حصہ مقرر ہے بشرطیکہ میت کی

فروع نہ ہوں اور نہ دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن ہوں۔ اگر ہوں تو بجائے ثلث کے چھٹا حصّہ پائیگی اور پوتی ایک ہو بشرطیکہ میت کو بیٹی نہ ہو تو نصف ترکہ پائیگی اور دو پوتی ہوں یا دو سے زیادہ بشرط مذکورہ بالا دو ثلث تک پائیگی اور اگر ایک صلبی بیٹی ہو وہ نصف پائیگی اور پوتیاں صرف چھٹے حصّہ کے مستحق ہوں گی اور علاتی بہن اگر حقیقی بہن نہ ہو تو نصف ترکہ پاتی ہے ورنہ چھٹا حصّہ۔

دوم حجب حرمان۔ یہ مبنی ہے دو اصول پر (۱) یہ کہ کسی رشتہ دار کا ایسے وارث کے توسط سے میت کے طرف منسوب ہونا کہ بسبب اس کی موجودگی کے اس کو حصّہ نہ ملسکے۔ جیسے میت کے فرزند موجود ہوتے ہوئے اُنکی اولاد محروم رہتی ہے علیٰ ہذا باپ کے موجود ہوتے ہوئے دادا اور دادی محروم رہتی ہیں اور ماں کے موجود ہوتے ہوئے نانا، نانی محروم۔

تشریح نمبر (۱)۔ اس قاعدہ سے حقیقی اور اخیافی بہن بھائی بُجز متعلق ہیں جن کو ماں کے حصے پا چکنے کے بعد بھی حصّہ دلایا جاتا ہے۔

(۲) یہ کہ قریب تر رشتہ دار ہوتے ہوئے بعید محروم رہتے ہیں بلاحظہ ہو ترتیب سلسلۂ عصبات۔

تشریح نمبر (۲)۔ چھ رشتہ داران مندرجۂ ذیل کسی حال محجوب نہیں ہوتے بیٹا۔ باپ۔ شوہر۔ بیٹی۔ ماں۔ زوجہ۔

تشریح نمبر ۲۔ کافر وارث مسلمان کے ترکہ سے محروم اور قاتل مقتول کے ترکہ سے اور غلام حُر یعنے آزاد کے ترکہ سے محروم ہے۔ لیکن حنفیوں کے نزدیک شخص محروم دوسرں کے لئے حاجب نہیں ہوتا ہے مثلاً ایک مسلمان عورت مری۔ اُس نے شوہر مسلمان چھوڑا اور اولاد کافر تو کافر اولاد خود محروم ہوگی اور شوہر کو نصف حصہ ملیگا۔ جیسا کہ اولاد نہونے کی صورت میں ملتا اور ابن مسعودؓ کے نزدیک محروم حاجب ہوتا ہے اور وارث محجوب دوسرے ورثاء کا حاجب ہو جاتا ہے جیسے دو بھائی بہن ہوں تو باپ کی موجودگی میں حصہ نہیں پاتے لیکن ماں کا حصہ بجائے تہائی کے چھٹا کر دیتے ہیں۔ علیٰ ہذا کسی شخص کو دو بیٹے تھے ان میں ایک بیٹا باپ کے روبرو مر گیا تو کل ترکہ دوسرے بیٹے کو پہنچیگا اور مرحوم بیٹے کی اولاد محروم رہیگی۔

باب مخارج الفروض

حصص شرعی دو قسم پر ہوتے ہیں۔

قسم اول نصف ربع ثمن بالتضعیف والتنصیف

قسم ثانی دو ثلث یک ثلث۔ سدس بالتضعیف والتنصیف

نصف کی تقسیم (۲) سے ہوگی چہارم کی (۴) سے اور آٹھویں [illegible]

نصف اور دو ثلث کی (۳) سے اور چھٹے حصہ کی (۶) سے ہوگی۔ اگر قسم اول کے منجملہ (نصف) اور تقسیم ثانی کی کل شکلوں سے یا بعض ملا کر حصہ قایم کرنا منظور ہو تو تقسیم (۶) سے کی جائیگی۔ اور جب تقسیم اول کے منجملہ ربع کو تقسیم ثانی کے کل یا بعض شکلوں کے ساتھ ملا کر حصہ قایم کرنا منظور ہو تو تقسیم (۱۲) سے کی جائیگی اور جب تقسیم اول کے ثمن تقسیم ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ ملکر آدے تو تقسیم (۲۴) سے ہوگی۔

بابُ العول

عول مخرج میں کچھ عدد زیادہ کرنے کو کہتے ہیں جبکہ مخرج حصص کو کافی نہ ہو۔ واضح ہو کہ تمام مخارج تقسیم (سات) ہیں ۲-۳-۴-۶-۸-۱۲-۲۴-ان میں سے چار اعداد مفصلۂ ذیل میں عول نہیں ہوتا یعنے ۲-۳-۴-۸-اور تین اعداد مفصلۂ ذیل میں بوقت ضرورت عول کیا جا سکتا ہے یعنے ۶-۱۲-۲۴-پس (۶) کا عول ۷-۸-۹-۱۰-ہے اور (۱۲) کا ۱۳-۱۵-۱۷ ہے اور ۲۴ کا عول حسب روایت مستند (۲۷) ہے ابن مسعود کا قول ہے کہ (۲۴) کا (۳۱) تک عول ہوتا ہے۔

فصل دو عددوں کے باہمی نسبت کی دریافت میں

نسبتیں چار قسم کی ہوتی ہیں یعنے تماثل۔ تداخل توافق تباین۔ اگر دو عدد مساوی ہوں تو وہ متماثل ہیں۔ جیسے ۲-۲ و ۴-۴۔

اگر مساوی نہوں اور ایک عدد دوسرے کو پورا تقسیم کر دیتا ہو وہ تداخل
جیسے ۳ - ۱۲ - ۴ و ۱۶ -

اگر ایک عدد دوسرے کو تقسیم نکر سکتا ہو لیکن تیسرا عدد ان دونوں اعداد کو پورا تقسیم کر دیتا ہو وہ نسبت توافق ہے جیسے ۶ - ۸ و ۹ - ۱۲ کہ ان کو ۲ - اور ۳ علی الترتیب تقسیم کرتے ہیں اگر نسبت ہائے مذکورہ بالا میں سے کوئی نسبت نہ پائی جائے وہ تبائن ہے جیسے ۲ - اور (۳) (۳ - اور ۴) ۵ - اور ۷ - ۷ - اور ۹ - ۹ - اور ۱۰ وغیرہ -

دو عددوں کے نسبت باہمی ذریعہ ذواضعاف اقل معلوم کرلی جائے -

باب التصحیح

حصّوں کے کسور کو رفع کرنے کی غرض سے مخرج یعنے اصل مسئلہ کو کسی مناسب عدد میں ضرب دینے کو تصحیح کہتے ہیں -

تصحیح کے سات صورتیں ہیں - تین باعتبار سہام و رؤس کے اور چار باعتبار رؤس و رؤس کے قسم اول کے تین شکلیں یہ ہیں -

(الف) اگر سہام کل فریق پر بلا کسر کے تقسیم ہو سکتے ہوں تو تصحیح کی ضرورت نہیں ہے -

مسئلہ ۶

جیسے میت

باپ ماں بنت بنت

(ب) چند حصّہ داروں میں سے ایک گروہ کے حصہ میں کسر واقع ہوتی ہو لیکن سہام اور روس میں نسبت توافق کی ہو تو جن حصّہ داروں کے حصّوں میں کسر واقع ہوتی ہو اون کے حصّہ کے عدد توافق کو عدد اصل مسئلہ میں ضرب دیدی جاوے گی۔

جیسے میّت مسئلہ ۶ ن ۳۰

باپ	ماں	عشرہ بنات
۱/۵	۱/۵	۴/۲۰

یعنے اصل مسئلہ ۶ کے منجلہ ماں کا چھٹا حصہ اور باپ کا چھٹا حصہ بلا کسر تقسیم ہوگیا اور ۱۰ بیٹیوں کے دوثلث یعنے ۴ سہام کی تقسیم بلا کسر نہیں ہوسکتی تھی لہذا تصحیح کی ضرورت ہوی۔ پس ۱۰ کے عدد وفق (۵) میں اصل مسئلہ کو ضرب دیکر تصحیح کرکے بلا کسر تقسیم عمل میں آئی اور اگر اصل مسئلہ میں عول ہوا ہو تو عدد توافق کو عدد عول میں ضرب دیجاویگی۔

جیسے میّت مسئلہ ۱۲ عول ۱۵ ن ۴۵

زوج	اب	ام	بنات ۶
۳/۹	۲/۶	۲/۶	۸/۲۴

چونکہ حصے ۶ بیٹیوں پر بلا کسر تقسیم نہیں ہوسکتے تھے اس لئے ان دونوں اعداد کا عدد توافق دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نصف ہے۔ ۶ کا نصف ۳ اس کو عول مسئلہ ۱۵ میں ضرب دیگئی تو ۴۵ ہوے اب حصّہ رسدی زوج کو

بجائے ۳ کے ۹۔ اور ماں و باپ کو بجائے ۲-۲ کے ۹-۹۔ اور ۹ بیٹیوں کو بجائے ۸ کے ۲۴ ملے جو فی کس (۳) کے حساب سے بلا کسر تقسیم ہوئے۔

(ج) تیسری صورت یہ ہے کہ چند حصہ داروں میں سے ایک گروہ کے حصہ میں کسر واقع ہوتی ہو لیکن سہام اور رؤس میں نسبت تباین کی ہو تو کل تعداد رؤس کسر والوں کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔

مسئلہ ۶ ن ۳۰

جیسے میت

خمس بنات	ام	اب
۴/۲۰	۱/۵	۱/۵

تو اب تصحیح کے لحاظ سے ۵ بنات کو بجائے ۴ سہام کے ۲۰ سہام ملینگے جو فی کس ۴ سہام کے حساب سے بلا کسر تقسیم ہو جاوینگے۔

اگر اصل مسئلہ میں عول ہوا ہو تو عدد رؤس کو عدد عول میں ضرب دیجاویگی۔

مسئلہ ۶ عول ۷ ن ۳۵

جیسے میت

خمس اخوات حقیقی	زوج
۴/۲۰	۳/۱۵

بعد تصحیح کے بہنوں کو بجائے (۴) سہام کے ۲۰ سہام ملے جو فی کس (۴) کے حساب سے بلا کسر تقسیم ہوئے

قسم دوم رؤس و رؤس کے لحاظ سے چار شکلیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ دو یا چند حصہ داروں کے حصوں میں کسر واقع ہو لیکن رؤس میں

اعداد میں باہم مماثلت ہو تو کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیجاویگی۔

مسئلہ ۶ ن ۱۸

جیسے میّت

اعمام ۳	جدات ۳	بنات ۶
۱		
$\frac{۱}{۳}$	$\frac{۱}{۳}$	$\frac{۴}{۱۲}$

(ب) یہ کہ رؤس کے بعض اعداد بعض روس میں داخل ہوں تو عدد کلاں کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے

مسئلہ ۱۲ ن ۱۴۴

جیسے میّت

۱۲	۳	۴
اعمام	جدات	زوجات
$\frac{۷}{۸۴}$	$\frac{۲}{۲۴}$	$\frac{۳}{۳۶}$

(ج) یہ کہ بعض روس کو بعض رؤس کے ساتھ نسبت توافق ہو تو عدد موافق کو اصل مسئلہ میں ضرب دینگے ۔

مسئلہ ۲۴ ن ۴۳۲۰

جیسے میّت

۶	۱۵	۱۸	۴
اعمام	جدات	بنات	زوجات
$\frac{۱}{۱۸۰}$	$\frac{۴}{۷۲۰}$	$\frac{۱۶}{۲۸۸۰}$	$\frac{۳}{۵۴۰}$

(د) یہ کہ اعداد روس میں باہم تبائن ہو تو عدد روس تبائن کو دوسرے عدد رؤس تباین میں ضرب دیجاویگی اور بعض اعداد میں توافق ہو تو عدد موافق کو ضرب دینگے اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دینگے ۔

مسئلہ ۲۴ - ۵۰۴۰

جیسے میت

زوجات	جدات	بنات	اعمام
۲	۶	۱۰	۷
۳/۶۳۰	۴/۸۴۰	۱۶/۳۳۶۰	۱/۲۱۰

باب ذوی الارحام

کے بیان میں

ذوی الارحام سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن کی شمار ذوی الفروض اور عصبات میں نہ ہو۔ اکثر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ذوی الارحام کی وراثت کو بصورت نہ ہونے ذوی الفروض وعصبات کے جائز سمجھتے تھے اور یہی مسلک ہے ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم ابو حنیفہ وامام محمد وامام زفر وغیرہ کا لیکن زید بن ثابت اور سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ذوی الارحام کا وراثت میں کوئی حق نہیں ہے بلکہ اگر میت کے ورثا، ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ترکہ لاوارثی داخل سرکار کر دیا جائیگا۔

ذوی الارحام کے بھی مثل عصبات کے چار درجے ہیں۔

درجہ اول۔ میت کی بیٹی اور پوتی پروتی کی اولاد خواہ کتنی ہی نیچے کی ہو اور یہ درجہ سب مدارج ذوی الارحام پر مقدم ہے

درجہ دوم۔ میت کی اجداد فاسدہ اور جدات فاسدہ

135414

میت کے ہوں اور یہ قسم اقسام مابعد پر مقدم ہے۔

درجہ سوم۔ میت کے بہن کی اولاد اور بھتیجیاں اور اخیافی بھتیجے اور ان کی اولاد یہ قسم قسم چہارم پر مقدم ہے۔

درجہ چہارم۔ میت کے پھوپھیاں اور اخیافی چچا اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد۔ ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بواسطۂ امام محمدؒ اور ان کے شاگرد ابو سلیمان سے یہ ہے کہ درجۂ دوم کے ذوی الارحام سب مدارج پر مقدم ہیں لیکن یہ مفتی بہ نہیں ہے۔

فصل ذوی الارحام درجۂ اول کے بیان میں

مستحق تر میراث پانے میں وہ ہے جو میت کا قریبی رشتہ دار ہو جیسے نواسی کہ وہ بمقابلہ بیٹے کے نواسی کے قریبی رشتہ دار میت ہے پس اگر مساوی درجہ کے چند رشتہ دار ہوں اور ان میں سے بعض اولاد ذوی الفروض و عصبات ہوں (جن کے مورث محروم رہے ہوں) اور بعض اولاد ذوی الارحام ہوں تو وہ اولاد ذوی الارحام پر مقدم سمجھے جائیں گے۔ جیسے کہ بیٹے کی نواسی مقدم ہے بیٹی کے نواسے پر اور اگر چند ورثاء ذوی الارحام ہوں جو مساوی حیثیت اور درجہ رکھتے ہوں یعنے ان میں کوئی شخص وارث کی اولاد نہ ہو یا سب کے سب وارث کی اولاد میں ہوں اور ان کی اصول میں بھی ذکور و اناث کا اختلاف نہ ہو تو حسب قاعدہ ذکر و انثیٰ میراث پائیں گے

مسئلہ
میت زید

جیسے

بنت — ابن ۲، بنت ۱
بنت — بنت ۱، بنت ۱
بنت — ابن ۲، ابن ۲

اور اگر اصولِ درمیانی میں اختلاف ہو تو ان اصول کو وارث قرار دیکر ان کی اولاد
کو اُن کا ترکہ علیحدہ علیحدہ بپابندی قاعدۂ مذکور لِلذّکر مثل حظ الانثیین تقسیم
کیا جائیگا۔ جیسے

مسئلہ ۱۸

میت زید

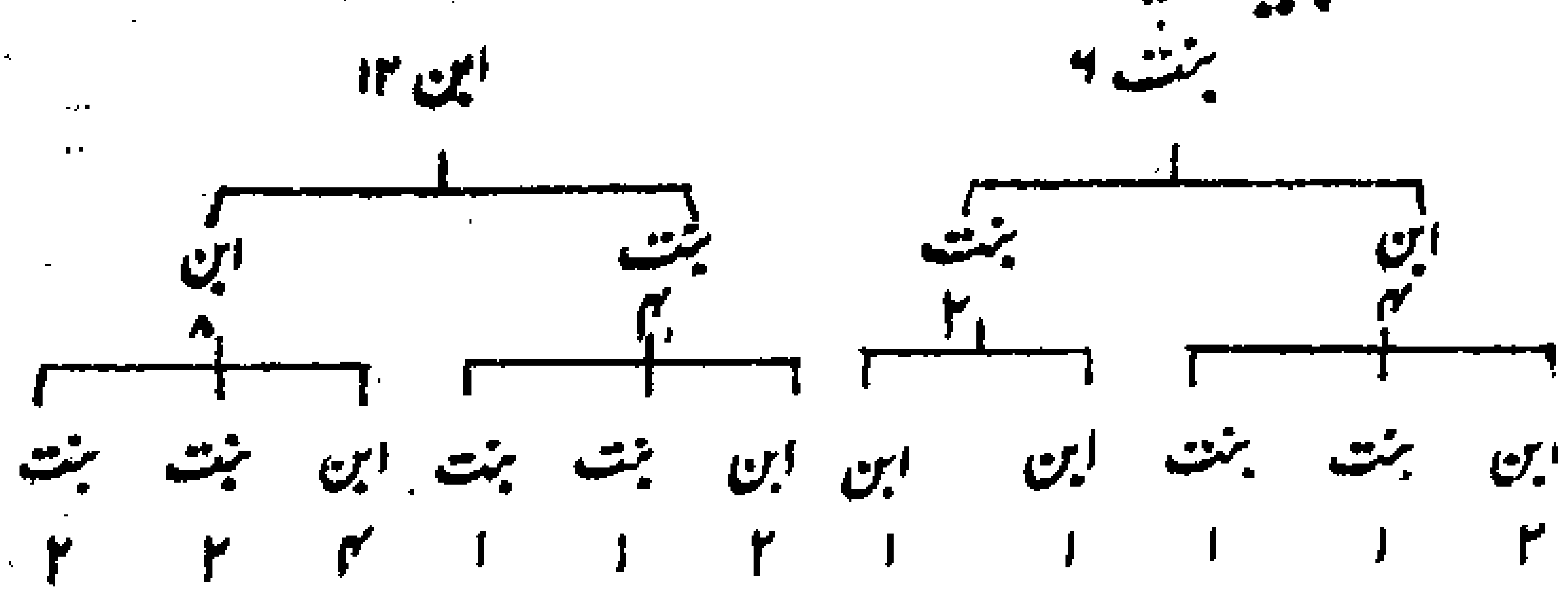

پس اگر ان ورثاء تحتانی میں سے کوئی دو رشتوں یا زیادہ سے قرابت رکھتا ہو تو
اس کو ہر ایک رشتہ سے علیحدہ علیحدہ ترکہ پہنچیگا۔

مسئلہ ۱۲

جیسے میت زید

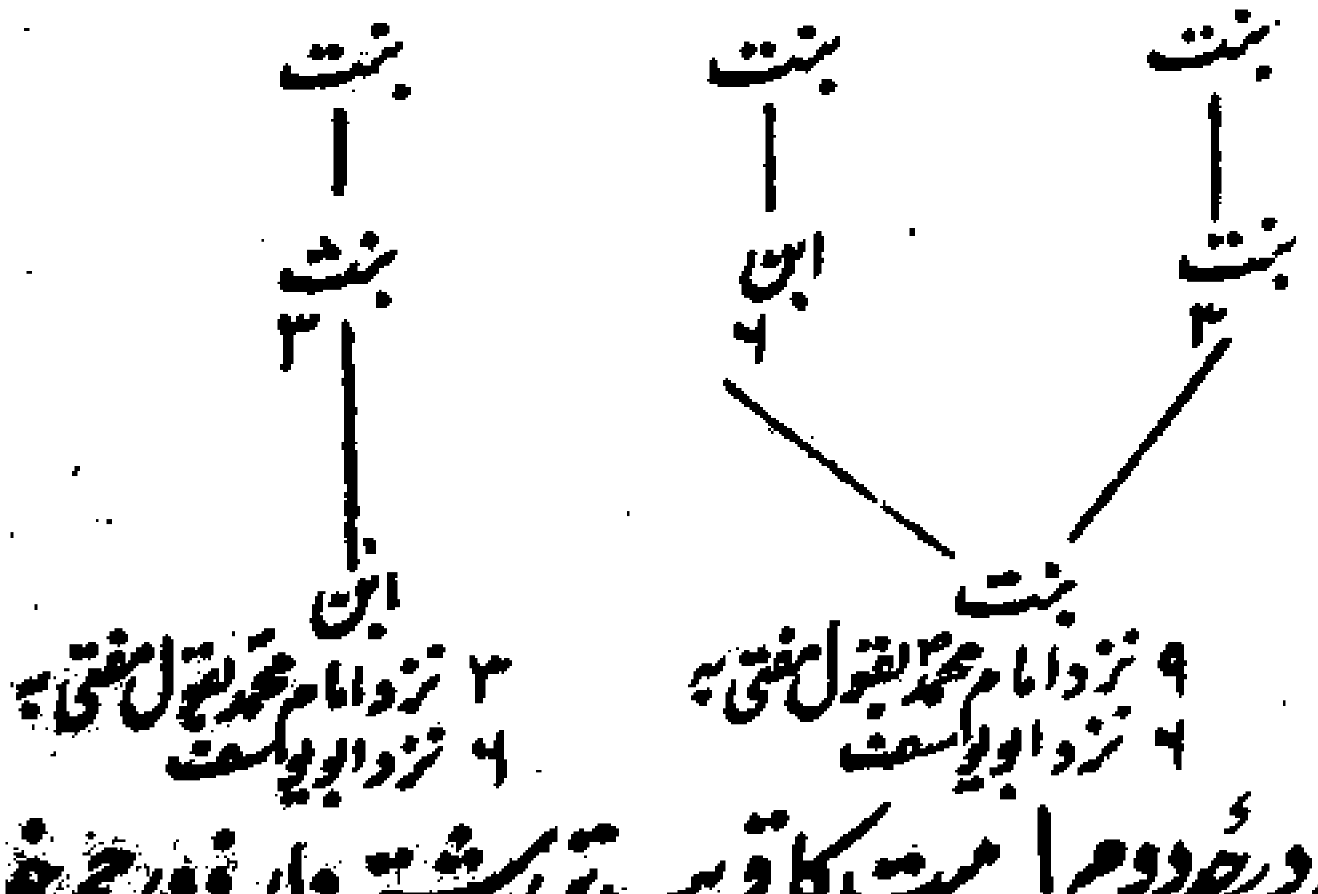

فصل ذوی الارحام درجۂ دوم
کے بیان میں

میت کا قریب تر رشتہ دار ذو رحم خواہ باپ کے
طرف سے ہو یا ماں کے طرف سے میراث پانے کا
مستحق تر ہے اگر چند ورثاء مساوی درجہ کے ہوں ان میں سے جو وارث کے طرف

منسوب ہو وہ مستحق تر ہے جیسے کہ نانی کا باپ بمقابلہ نانا کے باپ کے مستحق ہے۔ نزدیک ابی سہیل الفرایضی ۔ و ابی فضل الخصاف ۔ و علی بن عیسی البصری کے اور کہا ابو سلیمان جرجانی اور ابو علی بستی نے کہ شخص منسوب بہ وارث کو کچھ فضیلت نہیں ہے۔

اگر چند ورثاء مساوی درجہ کے ہوں اور ان میں سے کوئی منسوب بہ وارث نہو یا سب کے سب ایک ہی طور پر ایک ہی رشتہ سے منسوب بہ وارث ہوں تو ایسی صورت میں تقسیم میراث ابدان ورثاء پر کی جائیگی اور اگر چند شخص منسوب بہ وارث ایسے ہوں کہ ان میں ذکور و اناث کا فرق ہو تو بطن اول پر جہاں سے کہ اختلاف مذکور شروع ہوا ہے مال تقسیم کیا جائیگا۔ جس طرح کہ صنف اول میں مذکور ہے اور اگر بلحاظ قرابت جدی و مادری کے چند ورثاء اصول میں اختلاف ہو تو ترکہ کے دو ثلث باپ کے قرابت داران اصولی میں تقسیم کئے جائینگے اور ایک ثلث ماں کے قرابت داران اصولی ہیں۔

فصل ذوی الارحام درجہ سوم کے بیان میں	اس قسم ذوی الارحام کے احکام بھی قسم اول ذوی الارحام کے مماثل ہیں یعنے قریب تر رشتہ دار مستحق تر ہے میراث

میں۔ پس اگر چند رشتہ دار ایک ہی درجہ کے ہوں تو اولاد عصبہ بمقابلہ اولاد ذوی الارحام کے مستحق ہے جیسے کہ بھائی کی پوتری اور بہن کا نواسہ خواہ دونوں حقیقی ہوں یا علاتی یا ان میں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا علاتی تو کل مال بھائی کے

پوتری کو پہنچیگا۔ کیونکہ یہ بھتیجے کی اولاد ہے جو عصبہ تھا اور اگر یہ اخیافی ہوں تو کل مال بقاعدہ ذکرانثی التقسیم کیا جائیگا۔ بقول امام محمدؒ ہر ایک وارث اصول کا حصہ اس کے فروع میں تقسیم کیا جائیگا اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے اور امام ابو یوسفؒ بلحاظ حصص اصول ابدان ورثاء موجودہ پر بقاعدہ ذکر وانثی تقسیم کرتے ہیں

جیسے میت — مسئلہ ۲ عند محمد مسئلہ ۳ عند ابی یوسف

اخیافی بھائی	اخیافی بہن
ابن	بنت
بنت	ابن
۱ عند محمد	۱ عند محمد
۱ عند ابی یوسف	۲ عند ابی یوسف

اور اگر چند ایسے وارث ہوں جو قرابت میں مساوی درجہ رکھتے ہوں اور ان میں سے کوئی اولاد عصبہ نہ ہو۔ یا سب کے سب اولاد عصبہ ہی ہوں یا بعض اولاد عصبات اور بعض اولاد ذوی الفروض ہوں تو امام ابو یوسف قوت قرابت کا لحاظ کر کے ترکہ تقسیم کرتے ہیں اور امام محمدؒ اصول جہات کا لحاظ کر کے مال کل ورثاء فروع میں تقسیم کردیتے ہیں جیسا کہ صنفِ اول میں بیان ہوا۔

جیسے میت — مسئلہ ۴ عند ابی یوسف (۲) ۳ ۵ عند محمدؒ

	حقیقی بھائی	علاتی بھائی	اخیافی بھائی	حقیقی بہن		علاتی بہن		اخیافی بہن
	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	[illegible]
قول ابو یوسفؒ	۱	x	x	۲	۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]
قول امام محمدؒ	۲	x	۱	۲	۱	x	x	[illegible]

شکل مندرجہ صدر میں امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ مال اول بلحاظ قوت قرابت بنی الاعیان یعنے حقیقی رشتہ داروں میں تقسیم کیا جانا چاہیئے اگر وہ نہ ہوتے تو علاتی مستحق تھے اور علاتی بھی نہ ہوتے تو اخیافی کو پہنچتا۔ پس کل ترکہ بنی الاعیان کو بقاعدہ ذکر وانثیٰ پہنچیگا۔ اور رشتہ داران علاتی واخیافی بسبب ضعف قرابت کے محروم رہیں گے۔ پس مسئلہ ۴ سے ہوگا ایک سہام حقیقی بھتیجے کو اور دو سہام حقیقی بھانجے کو اور ایک سہام حقیقی بھانجی کو پہنچیگا۔ امام محمدؒ بلا لحاظ قوت وضعف قرابت مال کے تین حصے کرتے ہیں ایک حصہ اخیافیوں پر علی التسویہ تقسیم کرتے ہیں بقیہ دو حصوں میں ایک حصہ علاتی رشتہ داران کا رشتہ داران حقیقی میں ضم کرکے ان کی اولاد میں دونوں حصے بقاعدہ ذکر وانثیٰ تقسیم کردیتے ہیں۔

پس مسئلہ ان کے نزدیک ۳ سے ہوکر ۹ سے تصحیح ہوگی۔ ۳ سہام حقیقی بھتیجے کو اس کے باپ کا حصہ اور دو سہام حقیقی بھانجے کو اور ایک سہام حقیقی بھانجی کو ان کے ماں کا حصہ پہنچیگا۔ بقیہ تین سہام بنی الاخیاف کے اخیافی بھتیجی اور اخیافی بھانجے وبھانجی کو علی التسویہ ایک ایک تقسیم کردیا جائیگا۔

اور اگر یہ شکل مسئلہ کی ہو تو بالاتفاق کل مال حقیقی بھائی کی پوتی کو پہنچیگا کیونکہ وہ اولاد عصبہ ہے اور سب محروم رہیں گے۔

مسئلہ

میت

حقیقی بھائی	علاتی بھائی	اخیافی بھائی
ابن	ابن	ابن
بنت ۱	بنت ×	بنت ×

فصل ذوی الارحام درجہ چہارم کے بیان میں

اس قسم کے ذوی الارحام میں اگر ایک ہی وارث ہو تو وہ بسبب کسی اور شخص مستحق کے موجود نہ ہونے کے کل مال کا مستحق ہوگا اور اگر چند ورثاء ہوں اور ان میں جہت قرابت ایک ہی ہو مثلاً سب باپ کی جانب کے ہوں جیسے پھوپھیاں و چچایان اخیافی یا سب ماں کے جانب سے ہوں جیسے ماموں اور خالائیں تو اقوی رشتہ دار مستحق ترکہ کا ہوگا اور غیر اقوی محروم رہیگا یعنے حقیقی رشتہ دار کے موجود ہوتے ہوے علاتی و اخیافی محروم رہیں گے اور اگر حقیقی رشتہ دار نہ ہو تو علاتی رشتہ دار حصہ پائیگا اور اخیافی رشتہ دار محروم رہیں گے۔ ان دونوں کے نہ ہونے کی صورت میں اخیافی رشتہ دار حصہ پائیں گے خواہ ذکور ہوں یا اناث۔

پس اگر ذکور و اناث دونوں جہت کے ورثاء میں موجود ہوں تو بقاعدہ ذکر و انثی ترکہ کی تقسیم کی جاویگی۔ جیسے چچا اور پھوپھی حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی اور اگر چند ورثاء کی جہت قرابت ایک نہ ہو بلکہ کچھ ورثاء رشتہ پدری کے ہوں اور کچھ رشتہ مادری کے تو ان میں باہم قوت رشتہ داری مذکورہ بالا کا لحاظ نہیں کیا جائیگا بلکہ مال کی تقسیم اس طرح سے کی جاویگی کہ دو ثلث اس میں سے رشتہ داران پدری میں بپابندی قوت قرابت بقاعدہ ذکر و انثی تقسیم کیا جائیگا اور ایک ثلث مال اسی طرح سے ورثاء مادری میں۔ مسئلہ ۳

میت

اخیافی پھوپھی	خالہ حقیقی	خالہ اخیافی	حقیقی پھوپھی	جیسے
×	۱	×	۲	

فصل اولاد ذوی الارحام صنف چہارم کی اولاد کے بیان میں

اس کے احکام بھی صنف اول کے مماثل ہیں یعنے اولی بالمیراث وہ شخص ہے جو میت کا قریبی رشتہ دار ہو خواہ کسی جہت سے ہو اور اگر چند رشتہ دار ایک ہی درجہ کے قرابت دار ہوں اور ان کی جہت قرابت بھی ایک ہی ہو یعنے کل پدری جانب کے ہوں یا مادری تو ان میں قوت قرابت کا لحاظ کیا جائیگا یعنے حقیقی بمقابلہ علاتی کے قوی ہوگا اور علاتی بمقابلۂ اخیافی کے بشرطیکہ ان میں کوئی اولاد عصبہ نہو۔ اور اگر قوت قرابت میں بھی سب مشترک ہوں اور جہت قرابت بھی متحد ہو اور ان میں کوئی عصبہ کی اولاد بھی ہو تو عصبہ کی اولاد مستحق تر ہوگی جیسے چچا کی بیٹی اور پھوپھی کا بیٹا دونوں حقیقی ہوں یا دونوں علاتی تو سب مال چچا کی بیٹی کو جو ولد عصبہ بھی ہے ملیگا۔

اور اگر ان میں قوت قرابت کا فرق ہو تو قوت قرابت کا لحاظ کیا جائیگا۔ اور اولاد عصبہ کا لحاظ نہ ہوگا۔ تقیاس علاتی خالہ کے کہ وہ اخیافی خالہ کے مقابلہ میں مستحق ہے کیونکہ اس کو قوت قرابت حاصل ہے کوئی لحاظ اخیافی ماموں کا بمقابلہ علاتی کے نہیں کیا جائیگا حالانکہ اخیافی ماموں نانی کا فرزند ہے جو وارثہ ہے اور علاتی ماموں نانا کا فرزند ہے جو وارث نہیں ہے۔

اور بعض نے کہا کہ (کل مال علاتی چچا کے بیٹی کو ملیگا کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے)
اگر چند وارث متحد القرابت اور مختلف الخبر ہوں تو ایک دوسرے مقابلہ میں قوت

قرابت کا لحاظ کیا جائیگا نہ اولاد عصبہ ہونے کا بقیاس حقیقی پھوپھی کے کہ وہ علاتی یا اخیافی خالہ کے حق کو ساقط نہیں کرسکتی باوجودیکہ وہ قوت قرابت رکھتی ہے اور اولاد عصبہ بھی ہے پس قرابتداران پدری میں بقاعدۂ ذکر وانثیٰ اور بلحاظ قوت قرابت و اولاد عصبہ دو ثلث ترکہ کی تقسیم عمل میں آئیگی اور اسی طرح رشتہ داران مادری میں ایک ثلث ۔

امام ابو یوسفؒ صاحب کے نزدیک ابدانِ فروع پر بلحاظ ذکر وانثیٰ مال تقسیم ہوگا اگر کوئی وارث ذوجہتین ہو تو اس کو دونوں جہت سے ترکہ ملیگا ۔

امام محمدؒ صاحب کے نزدیک بطن اختلافی میں تفریق حصص قایم کرنے کے بعد اون کے ورثاء میں جہات کا لحاظ کر کے بقاعدۂ ذکر وانثیٰ ترکہ تقسیم کیا جائیگا جیسا کہ قسم اول میں مذکور ہوا ۔ قریب تر رشتہ دار موجود نہ ہونے کی صورت میں بعید رشتہ داروں کے اولاد میں ۔ اگر وہ بھی نہ ہوں تو بعید تر رشتہ داروں ذو رحم کے اولاد میں ترکہ تقسیم کیا جائیگا جیسے کسی کو چچا اور پھوپھی یا ماموں اور خالہ کی اولاد نہ ہو تو میت کے والدین کے چچا اور پھوپھی اور ماموں و خالہ یا اون کی اولاد میں ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو میت کے دادا پردادا اور نانا نانی کے چچا و پھوپھی اور ماموں و خالہ یا ان کے اولاد میں (جیسی ان کی صورت ہو) ترکہ تقسیم کیا جائیگا ۔

باب الرد

ردضد عول ہے یعنے ذوی الفروض کے حصّوں کی تقسیم کے بعد کچھ ترکہ بچے اور کوئی اور شخص مستحق نہ ہو وہ باستثناء زوجین دیگر ذوی الفروض پر بلحاظ ان کے حقوق کے دوبارہ تقسیم کیا جائیگا۔

یہی قول جمہور صحابہ کا ہے اور اسی کو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ نے اختیار کیا ہے زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ ترکہ پسماندہ کو ذوی الفروض پر دوبارہ تقسیم کرنے کے بجائے بیت المال میں داخل کرنا چاہئے۔ امام مالک اور امام شافعیؒ کا بھی اسی پر عمل ہے۔ رد کے احکام چار قسم پر ہیں۔

قسم اول یہ ہے کہ ورثاء سب ایک جنس سے ہوں اور ان میں کوئی ایسا نہ ہو (مثل زوج یا زوجہ کے) جس پر رد نہ کیا جاسکتا ہو تو مسئلہ حسب تعداد رؤس جملہ ورثاء قائم کرکے سب کو علی السّویہ مال تقسیم کیا جائیگا جیسے ورثاء میں صرف دو بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں یا چار دادیاں تو مسئلہ علی الترتیب ۲۔۳۔۴ سے قایم کیا جائیگا اور سب کو مساوی حصّہ دیدیا جائیگا۔

قسم دوم یہ ہے کہ سب ورثاء ایک جنس نہ ہوں بلکہ مختلف الاجناس دو جنس یا اس سے زیادہ ہوں اور ان میں حسب صراحت قسم اول کوئی شخص زوج یا زوجہ نہ ہوں تو مسئلہ حسب تعداد سہام جملہ ورثاء اس طرح سے قایم کیا جائیگا

یعنے جبکہ دو سدس حصہ پانے والے ورثاء ہوں تو مسئلہ ۲[1] سے قایم ہوگا اور اگر ایک ثلث و ایک سُدس پانے والے ورثاء ہوں تو مسئلہ ۳[2] سے قایم کیا جائیگا اور اگر نصف و سدس پانے والے ورثاء ہوں تو مسئلہ ۴[3] سے قایم کیا جائیگا اور اگر دو ثلث[4] اور ایک سُدس پانے والے ہوں یا نصف[5] اور دو سُدس پانے والے ہوں یا نصف[6] اور ایک ثلث پانے والے ورثاء ہوں تو مسئلہ ۵ سے کیا جائیگا تاکہ کسر واقع نہو اور دوبارہ تقسیم کی حاجت نہ پڑے۔

قسم سوم یہ کہ وہ ورثا کہ جن پر ترکہ رد کیا جائے سب ایک جنس ہوں لیکن ان کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی حصہ پانے والے ہوں تو اول زوج یا زوجہ کا حصہ قایم کر دیا جائیگا اور بقیہ سہام رُدس دیگر ورثاء پر بلا کسر پورے تقسیم ہوسکتے ہوں تو ان پر علی التسویہ تقسیم کر دئے جائینگے۔

مسئلہ ۴
جیسے میت

ثلث بنات	زوج
۳	۱

---

[1] مسئلہ ۲ میت — جدہ ۱، ۱-اخیافی بہن ۱

[2] مسئلہ ۳ میت — ماں ۱، ۲-اخیافی بھائی ۲

[3] مسئلہ ۴ میت — بنت ۳، پوتی ۱

[4] مسئلہ ۵ میت — ماں ۱، بھائی ۴

[5] مسئلہ ۵ میت — ماں ۱، بیٹی ۳، پوتی ۱

[6] مسئلہ ۵ میت — حقیقی بہن ۳، ۲-اخیافی بہن ۲

اگر بقیہ سہام بقیہ ورثاء پر پوری تقسیم نہ ہوسکتی ہوں تو عدد وفق رؤس ورثاء
کو اصل مسئلہ میں ضرب دیکر سب پر تقسیم کردیں گے

مسئلہ ۴ ن ۸

جیسے میّت

زوج — ۱/۴
ست بنات — ۳/۶

اگر رؤس ورثاء اور اصل مسئلہ میں نسبت توافق کی نہ ہو بلکہ تبائن کی ہو تو عدد رؤس
ورثاء کو اصل مسئلہ میں ضرب دیکر سب کو ترکہ تقسیم کردیں گے۔

مسئلہ ۴ ن ۲۰

جیسے میّت

زوج — ۱/۵
خمسہ بنات — ۳/۱۵

قسم چہارم یہ ہے کہ ورثاء ایک جنس نہ ہوں بلکہ مختلف الاجناس ہوں
اور ان کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی ہوں تو اس میں بھی مثل قسم ثالث اول زوج
یا زوجہ کا حصّہ قایم کرلیا جائیگا اوس کے بعد بقیہ سہام بقیہ ورثاء پر (اگر سہام ما
بلا کسر تقسیم ہوسکتے ہوں) تو تقسیم کردئے جائینگے جس کی شکل یہ ہے۔

مسئلہ ۴ ن ۴۸

جیسے میّت

زوجہ — ۱/۱۲
اربع جدات — ۱/۱۲
ست اخوات اخیافی — ۲/۲۴

اور اگر بقیہ سہام بقیہ ورثاء کے حصص پر نہ تقسیم ہوسکتے ہوں تو ایسے جملہ ورثاء کے
رؤس کو جن پر ترکہ دوبارہ تقسیم کیا جاسکتا ہو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور
پابندی قاعدہ مصرحۂ قسم دوم ہر ایک جنس ورثاء کے حصّہ کا تعین کردیا جائیگا

اس کے بعد یہ دیکھا جائیگا کہ ہر جنس ورثاء کے سہام محصلہ ان ورثاء پر بلا تقسیم ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہو سکتے ہیں تقسیم کر دی جائینگے اور تقسیم نہ ہو سکنے کی صورت میں بعد تصحیح تقسیم عمل میں آئیگی۔

جیسے میت ـــــــ مسئلہ ۸ ن ۴ ن (۱۴۴۰)

۴ زوجات ۹ بنات ۶ جدات

$\frac{1}{5}$ — ۱۸۰ — فی ۴۵

۲۸ — ۱۰۰۸ — فی ۱۲

$\frac{7}{35}$

۷ — ۲۵۲ — فی ۴۲

نوٹ ۔ بلحاظ حصہ ثمن زوجات مسئلہ صورت بالا میں (۸) سے ہوا بعد ادائی حصۂ زوجات سات سہام باقی رہے لیکن بقاعدہ رد جبکہ بنات کے دو ثلث اور جدات کا ایک سدس حصہ ہوتا ہے تو ان کا عدد مخرج (۵) ہوتا ہے جن سے (۷) سہام باقی ماندہ کو تباین ہے لہٰذا (۵) میں اصل مسئلہ (۸) کو ضرب دیکر (۴۰) سے تصحیح کی گئی بعد ازاں جملہ روس کا عدد وفق (۳۶) نکلا اس میں (۴۰) کو ضرب دیکر حاصل ضرب (۱۴۴۰) سے تقسیم عمل میں آئی۔

فصل تخارج کے بیان میں کوئی وارث منجملہ متروکہ کے اپنے حصے کے بابت کسی خاص شئی کے لئے کا خواستگار ہو اور بقیہ ورثاء اس پر اپنی رضامندی ظاہر کریں تو اس کا حصہ تقسیم ترکہ سے منہا اور اس شئی کو متروکہ میں سے علحدہ کر کے بقیہ متروکہ دیگر ورثاء پر تقسیم کر دیا جائیگا۔

مسئلہ۳

جیسے میت

عم	ام	زوج
۱	۲	

زوج نے چونکہ دیگر ورثاء سے صلح کر لی ہے کہ مہر جو اس کے ذمہ ہے اس کو معاف کر دیا جائے تو وہ اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائیگا لہٰذا اُس کا نام ترکہ سے خارج کر کے بقیہ ورثاء پر ترکہ تقسیم کر دیا گیا ورنہ اصل مسئلہ ۶ سے کر کے ۳ زوج کو اور بقیہ تین حسب صراحت بالا دوسرے ورثاء کو دئے جاتے۔ یا

مسئلہ ۲۵

میت

ابن	ثلاثۃ بنین	زوجہ
	۲۱ فی ۷	۴

ایک بیٹے نے چونکہ کسی شئی پر صلح کر لی۔ لہٰذا اس کا حصہ (۷) تقسیم سے خارج کر کے بقیہ مال بقیہ ورثاء پر تقسیم کر دیا گیا۔ اس لئے مسئلہ بجائے ۳۲ کے ۲۵ سے ہوا۔

باپ دادا کے حصّہ کی تصریح میں

ارشاد فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعین نے کہ حقیقی بھائی اور علاتی بھائی دادا کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہو سکتے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور اِسی پر فتویٰ ہے زید بن ثابت کہتے ہیں کہ صرف اخیافی بہن و بھائی بہ موجودگی جد کے محروم ہوتے ہیں۔ علاتی اور حقیقی بہن و بھائی حصہ پاتے ہیں اور یہی قول ہے صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا۔

زید بن ثابتؓ کے نزدیک اس مسئلہ میں دو صورتیں پیدا ہو جاتے ہیں ایک یہ کہ دادا کے ساتھ حقیقی اور علاتی بہن بھائی ہوں تو دادا کے لئے دو امر

منفصلہ تحت میں سے جو بہتر ہو اختیار کیا جائیگا۔ بعد ادائے ذوی الفروض کل مال کا ثلث
غرض مقاسمہ سے یہ ہے کہ دادا کو مثل ایک بھائی کے قرار دیا جائے اور علاتی
بہن بھائی بھی حقیقی کے ساتھ تقسیم میں شامل ہوں پس جبکہ دادا اپنا حصہ لے چکے تو
علاتی بہن بھائی محروم رہ کر بقیہ ترکہ حقیقی بہن و بھائی کو دلا دیا جائے گا بجز اس صورت
کہ صرف ایک حقیقی بہن بلا حقیقی بھائی کے ہو ایسی صورت میں دادا کا حصہ جو دو خمس
ہوگا دلانے کے بعد نصف مال حقیقی بہن کو دلایا جائیگا اس کے بعد جو کچھ باقی رہے
وہ علاتیوں کو دلایا جائیگا ورنہ کچھ نہیں۔

جیسے میت — مسئلہ ۵ ل ۲۰

جد	حقیقی بہن	دو علاتی بہن
۲/۸	۲ ۱/۲ — ۱۰	۱/۴ — ۲

اور اگر مسئلہ مذکورہ میں بجائے دو علاتی بہنوں کے ایک علاتی بہن ہوتی تو اس کو
کچھ بھی نہ ملتا اور ترکہ نصفا نصف حقیقی بہن اور دادا کے باہم تقسیم ہو جاتا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دادا کے ساتھ علاوہ بہن بھائیوں کے اور ورثاء
ذوی الفروض بھی ہوں تو تین امور منفصلہ تحت میں سے مفید ترین امر دادا کے لئے
بعد ادائی حق ذوی الفروض اختیار کیا جائے۔

(الف) مقاسمہ جیسے میت — مسئلہ ۲ ن ۴

زوج	جد
۱/۲	۱/۲ — ۱

(ب) ثلث بقیہ ذوی الفروض جیسے میت — مسئلہ ۶ ن ۱۸

اخت	اخوین	جد	جدہ
۴	۸	۵ ۵	$\frac{۱}{۳}$

(ج) تمام مال کا چھٹا حصہ جیسے میت — مسئلہ ۶ ساں ۱۲

دو بھائی	بیٹی	دادی	دادا
$\frac{}{۶}$	$\frac{۳}{۶}$	$\frac{۱}{۲}$	$\frac{۱}{۲}$

اور اگر ایسی صورت پیش آئی کہ دادا کو بعد تقسیم ذوی الفروض کے ثلث مال دلایا جانا مفید ہو اور وہ صحیح عدد میں نہ آتا ہو۔ اس صورت میں اصل مسئلہ کو ۳ میں ضرب دیکر بعد تصحیح تقسیم عمل میں آئیگی۔ جیسا کہ ضمن (ب) متذکرۂ بالا میں عمل کیا گیا ہے اگر کوئی عورت اپنے ورثاء میں ایک دادا ایک شوہر ایک بیٹی ایک ماں ایک بہن حقیقی یا علاتی چھوڑے تو دادا کو اس صورت میں چھٹا حصہ کل مال کا دلایا جانا مفید ہوگا اور بہن محروم رہیگی اور مسئلہ میں ۱۳ تک عول ہوگا۔

زید بن ثابت حقیقی اور علاتی بہن کو دادا کے ساتھ میں حصہ نہیں دلاتے ہیں بجز ایک صورت کے جس کو مسئلہ اکدریہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

جیسے میت — مسئلہ ۶ ع ۹ ن ۲۷

اخت حقیقی یا علاتی	جد	ام	زوج
نصف	سدس	ثلث	نصف $\frac{۱}{۲}$
		$\frac{۲}{۹}$	$\frac{۳}{۹}$

$\frac{۳}{۹}$ ع — $\frac{۱}{}$

۱۲

۸ — ۴

الغرض یعنے جد و اخت کا حصہ ملا کر باہم تقاسم کر کے ثلثی تقسیم کیا گیا

اس مسئلہ کو اکدریہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ایک عورت کے متعلق پیش آیا تھا جو قبیلہ بنی اکدر سے تھی اور بعض کا مقولہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں زید بن ثابت پر اُن کی رائے کے بموجب تقسیم کرنا مشکل ہو جانے سے وہ مکدر ہو گئی تھی اگر صورت مسئولہ میں بجائے بہن کے بھائی ہوتا تو اس کو کچھ نہ پہنچتا کیونکہ وہ عصبہ ہے اس لئے عول کی ضرورت نہ ہوتی۔

باب مناسخہ

کے

بیان میں

مناسخہ سے مُراد یہ ہے کہ مورثِ اعلیٰ کے ترکہ کی تقسیم کئے جانے سے قبل بعض یا کل ورثاء مرجائیں اور اُن کے بجائے ان کے ورثاء قائم مقام ہوں اور اُن پر ترکہ تقسیم کیا جائے جیسے کہ سلیمہ مورثہ اعلیٰ کا مال باوجود اس کے فوت ہو چکنے کے اوس کے ورثاء یعنے زوج (زید) و بنت (کریمہ) و اُم (عظیمہ) پر تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ ورثاء مذکور وقتاً فوقتاً فوت ہو گئے اور ان کے بجائے ان کے ورثاء قایم مقام ہوئے جن پر تقسیم کی ضرورت لاحق ہوی تو تقسیم اس طرح سے عمل میں آیگی۔

میت سلیمہ مسئلہ ٦ بالرد ۴ ں ۱٦ ں ۳۲ ں ۱۲۸

زوج	بنت	ام
زید ۴	کریمہ ۹	عظیمہ ۳ / ٦

میت زید من ۴ تماثل

زوجہ	اب	ام
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
١ / ۴ / ۸	۲ / ۴ / ١٦	١ / ۲ / ۸

میت کریمہ توافق بالربع ۱٦ مافی الید ۹ ں ۱۸

بنت	ابن	ابن	جدہ
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
١ / ۳ / ۱۲	۲ / ٦ / ۲۴	۲ / ٦ / ۲۴	١ / ۳

میت عظیمہ من ۴ مافی الید ۹ ں ۳٦ بتباین

زوج	اخ	اخ
عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۲ / ۱۸	١ / ۹	١ / ۹

الاحیاء

عبدالکریم	عبدالرحیم	عبدالرحمٰن	عبداللہ	خالد	رقیہ	رحیمہ	عمرو	حلیمہ
۹	۹	۱۸	۲۴	۲۴	۱۲	۸	۱٦	۸

= ۱۲۸

واضح ہو کہ مسئلہ متذکرہ صدر میں چار تقسیمات کی گئی ہیں تقسیم اول صدر تقسیم ہے اس میں مورث اعلیٰ اسماۃ سلیمہ کا مال اس کے ورثا زوج و بنت و اُم پر تقسیم طلب تھا کیونکہ یہ سب قبل تقسیم فوت ہو چکے تھے پس بعد کے تین تقسیمات میں ہر ایک وارث کے حصّہ کے سہام ان کے قایم مقاموں پر علیحدہ علیحدہ تقسیم کئے گئے

تقسیم اول میں اصل مسئلہ ۴ کی ۱۶ سے تصحیح ہوئی ہے۔

تقسیم دوم میں زوج کا حصہ جو ۴ سہام ہیں اس کے ورثاء پر تقسیم کیا گیا۔ اور بہ سبب نسبت تماثل تصحیح کی ضرورت نہیں واقع ہوئی۔

تقسیم سوم میں بنت کا حصہ جو (۹) سہام ہیں اس کے ورثاء پر بلا کسر تقسیم نہیں ہو سکتے تھے ورثاء اور سہاموں میں نسبت توافق کی تھی۔ لہذا ۱۸ سے تصحیح کر کے ترکہ تقسیم کر دیا گیا۔ اور سہامات ورثاء مافوق کو بھی دو چند کر دیا گیا یعنے تقسیم اول میں ۱۶ کو ۳۲۔ اور حصۂ عظیمہ ۳ کو ۶ کر دیا گیا۔

اور تقسیم دوم میں حصۂ حلیمہ ا کو ۲۔ اور حصۂ عمرو ۲ کو ۴۔ اور حصۂ رحیمہ ا کو ۲ کر دیا گیا۔

تقسیم چہارم میں اُم (عظیمہ) کا حصہ جو تقسیم اول سے بقدر (۶) سہام ملا تھا اور تقسیم سوم سے بحیثیت جدہ بقدر (۳) سہام ملا تھا جملہ ۹ سہام اس کے ورثاء پر بلا کسر تقسیم نہیں ہو سکتے تھے۔ لہذا اوس کی تصحیح ۳۶ سے کر کے ترکہ تقسیم کر دیا گیا اور سہامات ورثاء مافوق کو بھی اسی نسبت سے چوگنا کر لیا گیا چنانچہ تقسیم اول میں ۳۲ کو ۱۲۸ کر لیا گیا اور تقسیم دوم میں حصۂ حلیمہ کو ۸ اور حصۂ [illegible] ۴ کو ۱۶ اور حصۂ رحیمہ ۲ کو ۸ کر لیا گیا اور تقسیم سوم میں حصۂ رقیہ ۳ کو ۱۲ اور [illegible] خالد و عبداللہ ۶۔ ۶ کو ۲۴۔ ۲۴ سہام کر لیا گیا اور سہامات [illegible] صراحت کر دیگئی۔ تمثیلاً ایک شکل مناسخہ کی بطور استفتاء ذیل میں [illegible]

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے انتقال کیا اور چار وارث ایک زوجہ مسماۃ ہندہ اور ایک فرزند مسمّی خالد اور دو دختران مسماۃ کریمہ ورحیمہ چھوڑے بعدہ مسماۃ ہندہ مذکورہ نے انتقال کیا اور ایک فرزند اور دختر مصرحۂ بالا ورثاء چھوڑے بعدہ مسمی خالد نے انتقال کیا اور ایک زوجہ مسماۃ خدیجہ اور ایک فرزند مسمّی ولید اور دو دختر مسماۃ سلیمہ وعظیمہ چھوڑے بعدہٗ مسماۃ کریمہ نے انتقال کیا اُس نے ایک زوج مسمی عبداللہ دو ابن مسمیان عبدالرحمٰن وعبدالکریم اور ایک بنت مسماۃ سعیدہ ورثاء چھوڑے بعدہٗ مسماۃ رحیمہ نے انتقال کیا اور ورثاء میں زوج مسمی قاسم اور ایک ابن مسمی یوسف اور تین بنت مسماۃ زبیدہ وبتول وخاتون چھوڑے۔ حسب شرع شریف ہر ایک کو کس قدر حصہ پہنچیگا۔ بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔

الجواب

میت زید مسئلہ ۸ ل ۳۲ ل ۵۱۲ ل ۲۵۶۰ ل ۷۶۸۰

زوجہ ہندہ	ابن خالد	بنت کریمہ	بنت رحیمہ
۱/۸	۱۴	۷/۱۱۲	۷/۱۱۲
×	×	×	۵۶۰

میت ہندہ ۴

ابن خالد	بنت کریمہ	بنت رحیمہ
۲	۱	۱
۳۲	۱۶	۱۶
۱۶۰	۸۰	۸۰
۴۸۰	۲۴۰	۲۴۰

بقیہ مناسخہ صد

میت خالد ۱۴ مص ۲۲۴

بنت	بنت	ابن	زوجہ
عظیمہ	سلیمہ	ولید	خدیجہ
۴۹	۴۹	۹۸	۲۸
۲۴۵	۲۴۵	۴۹۰	۱۴۰
۷۳۵	۷۳۵	۱۴۷۰	۴۲۰

میت کریمہ ۱۱۲ مص ۵۶۰

بنت	ابن	ابن	زوج
سعیدہ	عبدالکریم	عبدالرحمٰن	عبداللہ
۸۴	۱۶۸	۱۶۸	۱۴۰
۲۵۲	۵۰۴	۵۰۴	۴۲۰

میت رحیمہ ۵۶۰ مص ۱۶۸۰

بنت	بنت	بنت	ابن	زوج
خاتون	بتول	زبیدہ	یوسف	قاسم
	۲۸۰		۱۴۰	۱۴۰
۲۸۰	۲۸۰	۲۸۰	۴۲۰	۴۲۰

الاحیاء

عبدالکریم	عبدالرحمٰن	عبداللہ	عظیمہ	سلیمہ	ولید	خدیجہ	رحیمہ	کریمہ	خالد
۵۴۰	۵۰۴	۴۲۰	۷۳۵	۷۳۵	۱۴۷۰	۴۲۰	۲۴۰	۲۴۰	۴۸۰

خاتون	بتول	زبیدہ	یوسف	قاسم	سعیدہ
۲۸۰	۲۸۰	۲۸۰	۴۲۰	۴۲۰	۲۵۲

میزان (۷۶۸۰)

صورت مسئولہ بالا میں بشرطیکہ حقوق مقدم برمیراث ادا ہو چکے ہوں اور کوئی امر مانع ارث بھی نہ ہو تو ترکہ مسمی زید متوفی کا بموجب فرائض منقسم ہوگا سات ہزار چھ سو اسی (۷۶۸۰) سہام پر اور ہر ایک کے حصہ میں جس قدر سہام آتے ہیں

ان کی صراحت تحت الاحیاء کر دیگئی ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ۔

فصل دہم باب طریقہ تقسیم ترکہ درمیان
ورثاء و قرض خواہان

اگر عدد تصحیح اور عدد ترکہ میں مماثلت ہو بلا کسر کے ورثاء پر ترکہ تقسیم کیا جا سکتا ہے

جیسا کہ صورت ذیل میں۔

مسئلہ ۶

میت زید

اب	ام	بنت	بنت
خالد	عظیمہ	کریمہ	رحیمہ
۱	۱	۲	۲

مال متروکہ بھی ۶ دینار یا سماء یا سمے یا اس سے زیادہ ہو اور مسئلہ بھی ۶ سے کیا گیا ہے تو اصل مسئلہ جو عدد تصحیح ہے اور عدد مال متروکہ دونوں باہم مماثلت رکھتے ہیں بلا کسر ورثاء پر تقسیم ہو جائیگا اور اگر صورت مفروضہ میں مال متروکہ بجائے ۶ کے ۷ ہو تو عدد تصحیح جو ۶ تھا عدد مال سے مباینت رکھتا ہے تو اس صورت میں دونوں کو باہم ضرب دیکر حاصل ضرب کو جو ۴۲ نکلیگا عدد تصحیح قایم کیا جائیگا جیسے کہ صورت ذیل میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۶ ل ۴۲

میت زید

اب	ام	بنت	بنت
خالد	عظیمہ	کریمہ	رحیمہ
$\frac{1}{7}$	$\frac{1}{7}$	$\frac{2}{14}$	$\frac{2}{14}$

یا مال کا عدد ۸ ہو تو وہ عدد تصحیح ۶ سے نسبت توافق بالنصف کی رکھتا ہے تو

۸ کا عدد وفق ۴ ہے تصحیح بجائے ۲۴ کے ۴۲ سے ہوگی جیسے کہ صورت ذیل میں۔

زید مسئلہ ۶ (۲۴)

میت

اب	ام	بنت	بنت
۱/۴	۱/۴	۲/۸	۲/۸

ان دونوں صورتوں میں مال کا حصہ متعین کرنے کے لئے یہ صورت اختیار کی جائیگی کہ اصل مسئلہ جو ۶ تھا اسپر ہر ایک کے سہام کو تقسیم کردیا جائیگا اس سے جو حاصل ہو وہی ہر شخص کے حصہ کا مال ہوگا۔ پس جس صورت میں مال متروکہ (۷) ہے اول الذکر دو وارثوں میں سے ہر ایک کا حصہ ۱/۶ ۱ اور آخر الذکر دو وارثوں میں سے ہر ایک کا حصہ اس کا دوچند ۱/۳ ۲ نکلیگا۔

اور جس صورت میں مال متروکہ ۸ ہے اول الذکر دو وارثوں میں سے ہر ایک کا حصہ ۱/۳ ۱۔ اور آخر الذکر دو وارثوں میں سے ہر ایک کا حصہ اس کے دوچند یعنے ۲/۳ ۲ برآمد ہوگا۔

اگر بجائے شخصی حصہ نکالنے کے فریق وار حصہ نکالنا مدنظر ہو تو بجائے ہر وارث کے سہام کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے کے جملہ فریق کے کل سہام کو بصورت تباین اور جملہ فریق کے سہام کے عدد وفق کو بصورت توافق عدد ترکہ میں ضرب دیجائیگی اور حاصل ضرب کو ہر فریق پر تقسیم کردیا جائیگا اور یہی قاعدہ قرضہ کے ادائی کے لئے ہے۔ ہر قرض خواہ کے حصہ کو بمنزلہ وارث کے حصہ کے قرار دیا جائیگا اور کل قرضہ کی میزان بجائے اصل مسئلہ کے قرار دیجائیگی اگر ترکہ کی مقدار قرضہ سے کم ہو تو ہر قرض خواہ

حصہ بحساب رسدی کم کر کے قرضہ ادا کر دیا جائیگا اور اگر ترکہ میں کچھ کسرات ہوں تو بلحاظ سہولت سب کو ایک جنس کر کے تقسیم کر دیا جائیگا۔

فصل حصہ مخنث کے بیان میں اس مقام پر اس مخنث سے بحث ہے جس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں نہ اس کو قسم مرد میں شامل کیا جا سکتا ہے نہ عورت میں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد امام محمدؒ و ابو یوسف و زفر رحمہم اللہ اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ مخنث کو جس حال میں کہ مرد قرار دینے سے کم ترکہ ملتا ہو تو اس کو مرد قرار دیکر مرد کا ترکہ دلا دیا جائیگا جیسے۔

میت زید مسئلہ ۶ ۱۸

ابن	خنثیٰ	بنت	بنت	بنت
عمر		زبیدہ	خاتون	بتول
۱/۳	۱/۳		۴	

۴ ۴ ۴

اور جس حال میں کہ اس کو لڑکی قرار دیا جانے میں کم ترکہ ملتا ہو تو اس کو لڑکی قرار دیکر حصہ دلا دیا جائیگا جیسے کہ

میت زید مسئلہ ۴

ابن	بنت	خنثیٰ
۲	۱	۱

یہی قول مفتی بہ ہے اور نزدیک شعبی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ نصف حصہ مرد کا اور نصف حصہ عورت کا جمع کر کے خنثیٰ کو دلایا جائیگا۔ لیکن اس کے

معنے سمجھنے میں امام ابو یوسف اور امام محمدؒ میں باہم اختلاف ہے چنانچہ امام ابو یوسف
کے نزدیک اس صورت میں کہ مرد کو ایک سہام ملتا ہو اور عورت کو نصف تو خنثیٰ
کو ان دونوں کے مجموعہ کا نصف یعنے پون حصہ دلایا جائیگا اور اگر مرد کے حصہ میں
دو سہام آتے ہوں اور عورت کے حصہ میں ایک تو خنثیٰ کو ۱½ سہام دلایا جائیگا
اور علیٰ ہذا مرد کے حصہ میں ۴ سہام اور عورت کے حصہ میں ۲ سہام آتے ہوں۔ تو
خنثیٰ کو دونوں کا نصف ۳ سہام دلائیں گے جیسے کہ

مسئلہ ۹

میت زید

خنثیٰ	بنت	ابن
۳	۲	۴

اور امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم بصورت ذیل عمل میں آئے گی۔

مسئلہ ۴۰

میت زید

خنثیٰ	بنت	ابن
۱۳	۹	۱۸

صورت بالا میں خنثیٰ کو بلحاظ مذکر ہونے کے دو خمس مال یعنے منجملہ ۴۰ کے ۱۶ اور
بلحاظ مونث ہونے کے ایک ربع یعنے ۱۰ جملہ ۲۶ ہوتے ہیں ان کا نصف ۱۳ خنثیٰ
کو دلا دیا جائیگا اور بقیہ مال بپابندی قاعدہ ذکر و انثیٰ ابن و بنت میں ۱۸۔ اور
۹ علی الترتیب تقسیم کر دیجائینگے۔

فصل حمل کے بیان میں

امام ابو حنیفہ (امام اعظمؒ) کے نزدیک حمل کی مدت
زیادہ سے زیادہ دو سال ہیں اور لیث بن سعد کے نزدیک تین سال اور امام شافعی

نزدیک چار سال اور زہری کے نزدیک سات برس ہیں اور اقل مدت بالاتفاق چھ مہینہ ہے۔

حمل کے لئے چار ورثاء کا حصہ محفوظ رکھا جائیگا جو زیادہ سے زیادہ بلحاظ حمل کے ذکور و اناث ہونے کے ہوسکتا ہو باقی ترکہ دیگر ورثاء پر تقسیم کردیا جائیگا اور حصۂ حمل شخص کے تفویض کیا جائے اس سے ضمانت نگہداشت کے بابتہ لیجائیگی جب وضع حمل ہو تو جس قدر ترکہ اس بچہ کا یافتنی ہو وہ اس کے متولی جائز کے حوالہ کرکے بقیہ مال اگر کچھ ہو دیگر ورثاء پر رد کردیا جائیگا۔

امام محمدؒ کے نزدیک بروایت لیث بن سعد تین لڑکوں یا تین لڑکیوں کا حصہ جس کی مقدار زاید ہو اس حمل کے لئے محفوظ رکھا جائیگا اور بروایت حسن امام محمدؒ سے بجائے تین کے دو لڑکوں کا حصہ محفوظ رکھنا مروی ہے اور امام یوسف سے بھی بروایت ہشام دو ہی مذکور ہیں مگر معتبر طور سے بروایت خصاف امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ صرف ایک ہی لڑکے یا لڑکی کا حصہ محفوظ رکھا جائے اور بقیہ ورثاء سے اس امر کی ضمانت لی جائے کہ اگر ایک سے زیادہ اولاد حمل مذکور سے پیدا ہو تو اس کا حصہ بھی بقیہ ورثاء کے مال سے دلایا جائیگا۔

مورث متوفی کی عورت کے وضع حمل کے لئے دو برس تک مدت ہے اور اگر کسی وارث کے عورت کو حمل ہو تو اقل مدت کا لحاظ کیا جائیگا جو چھ ماہ ہے اس کے بعد اگر وضع حمل ہو تو بچہ ترکہ سے محروم رہیگا۔

جو بچہ پیدا ہونے کے بعد مرجائے۔ ایسی حالت میں جبکہ اس کے جسم کا اکثر حصّہ باہر آچکا ہو تو وہ اپنے مورث کے مال کا وارث ہوگا اور اس کے حصّے اس کے ورثاء شرعی ترکہ پائیں گے اور اگر وضع حمل سے قبل بچہ مرجائے یا پیدا ہوتے ہیں مرجائے جبکہ اس کے جسم کا آدھا حصّہ نہ باہر آنے پایا ہو تو نہ وہ اپنے مورث کے ترکہ سے حصّہ پائیگا اور نہ اس کے حصّہ سے کوئی وارث حصّہ پاسکیگا

تشریح

بوقت وضع حمل بچہ سر کے جانب سے پیدا ہوا ہو تو اس کے سینہ کا بحالت حیات باہر آچکنا اور پانوں کے طرف سے پیدا ہوا ہو تو ناف کا بحالت حیات باہر آجانا حکم زندہ ولادت کا رکھتا ہے۔

بصورت حمل مسئلہ ایسے عدد سے کیا جانا چاہیئے کہ اگر حمل کو مذکر فرض کیا جائے خواہ مونث تو عدد مذکور سے تقسیم عمل میں آسکے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اول حمل کو مذکر قرار دیکر مسئلہ بلحاظ ورثاء قایم کیا جائیگا۔ پھر حمل کو مونث فرض کرتے کے بلحاظ ورثاء مسئلہ قایم کیا جائے۔ دیکھا جائے کہ دونوں عددوں میں کیا نسبت ہے اگر تماثل ہے تو یہما توافق ہو تو عدد وفق میں اور تباین ہو تو کل کو کل میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو عدد تصحیح قرار دیا جائیگا جیسے کہ

میّت زید مسئلہ (۲۴)۔ (۲۷) ۲۱۶

	بنت	اب	ام	زوجہ	حمل
(الف)	۱۳ ،	۳۶	۳۶	[illegible]	
(ب)		۳۲	۳۲	۲۴	

صورت بالا میں ۲۴ و ۲۷ میں توافق بالثلث ہے ۲۷ کا عدد وفق ۹ اور ۲۴ کا عدد وفق ۸ نکلتا ہے ایک عدد کو (خواہ کوئی ہو) دوسرے کے عدد وفق میں ضرب دیجائے تو ۲۱۶ حاصل ہوگا پس تقسیم ترکہ کے لئے اگر حمل کو مذکر فرض کیا جاتا ہے تو ہر ایک کا حصہ بموجب الف برآمد ہوگا اور مونث فرض کیا جائے تو بموجب (ب) کے برآمد ہوگا۔ پس کمتر حصہ ہر ایک وارث کو دیا جائیگا اور گیارہ سہام باقی مانده امانت رہیں گے اس تقسیم کے بعد بقیہ ۱۲۸ سہام کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ بموجب قول امام ابو حنیفہؒ چار لڑکوں کے آٹھ حصے جو ۱۰۴ سہام ہوتے ہیں محفوظ کرکے حصہ نہم جو بقدر ۱۳ سہام کے ہوتا ہے سر دست بنت کو دلا دیا جائیگا بعد وضع حمل اگر چار لڑکے پیدا ہوں ترکہ محفوظ باسترداد گیارہ سہام فی کس (۲۶) کے حساب سے تقسیم کردیا جائیگا اور اگر ایک یا دو یا تین لڑکے پیدا ہوں تو بنت کے ۱۳ سہام شامل کرکے بقاعدۂ ذکر و انثیٰ اولاد میں تقسیم ہوگی اور گیارہ سہام جو امانت رکھے گئے تھے وہ ورثاء پر واپس ہوں گے اور اگر ایک یا زیادہ لڑکیاں پیدا ہوں تو ۱۱ سہام امانتی اور ۱۳ سہام بنت والے شریک کرکے کل مال مجملہ ۱۲۸ سہام لڑکیوں میں بحصۂ مساوی تقسیم کیا جائیگا۔

اور اگر حمل سے زندہ بچہ نہ پیدا ہو بلکہ مردہ پیدا ہو تو واپسی (۱۱) سہامات امانتی بنت کے نصف ترکہ کی تکمیل کے لئے ۹۵ سہام دلا کر بقیہ ۹ سہام والدہ کو جو عصبہ ہے دلادی جائیں گی

فصل مفقود کے احکام میں شخص مفقود (لاپتہ) کا شمار زندہ اشخاص میں ہوتا ہے کہ اس کا مال تا انقضاء مدت حیات مصطلحہ فقہا اس کے ورثاء پر تقسیم نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کو بھی دوسرے کسی شخص مورث کا ترکہ نہیں دلایا جا سکتا بلکہ اس کا حق حسب احکام مصرحۂ فصل حمل محفوظ رکھا جاتا ہے اصولاً مورث مفقود کا ترکہ تقسیم کرتے وقت مفقود کو زندہ تصور کر کے مسئلہ قایم کیا جاتا ہے پس جبکہ اس کے وقوع موت کی تصدیق ہو جائے یا مدت مصطلحہ گذر جاے تو اس کا مال متروکہ اس کے ورثاء پر تقسیم کر دیا جاویگا اور اس کا یا فتنی حق یا حصہ جو کسی مورث کے مال سے محفوظ ہو وہ مورث کے دیگر ورثاء پر رد کر دیا جائیگا اور مدت حیات شخص مفقود میں فقہا کا اختلاف ہے ظاہر الروایت میں یہ ہے کہ جب اس کے ہم عمر لوگ جو اُسی کے بستی کے باشندہ ہوں سب مر جائیں تو شخص مذکور مُردہ متصور ہوگا اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت کی ہے کہ شخص مفقود کی مدت حیات تاریخ ولادت سے ۱۲۰ سال شمار ہوگی اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ۱۱۰ برس اور امام یوسف رح کے نزدیک ۱۰۵ سال اور بعض کا مقولہ ۹۰ سال ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور بعض نے یہ کہا کہ امام یعنے قاضی کی رائے اس کے تعین کو منحصر رکھا جائے اور یہی مقولہ امام شافعیؒ کا ہے۔

فصل مرتد کے احکام میں جب کوئی شخص بحالت ارتداد مرجاے یا قتل

کیا جائے یا وہ دارالحرب میں جا ملے اور قاضی (حاکم وقت) اس کا فیصلہ کرے وہ دارالحرب میں جا ملا ہے تو اس کا وہ مال جو بحالتِ اسلام کمایا ہو اس کے مسلمان ورثاء کو دیا جاویگا اور جو حالتِ ارتداد میں کمایا ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائیگا نزدیک امام اعظم رح کے۔

اور صاحبین کے نزدیک دونوں قسم کا مکسوبہ مال اس کے مسلمان ورثائ کو دلایا جائیگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک اس کا دونوں قسم کا مال بیت المال میں داخل کر دیا جائیگا۔ اور جو مال دارالحرب میں کمایا ہو وہ مال فی[1] ہے بالاجماع اور مرتدہ عورت کا مال اس کے مسلمان ورثاء کو دلایا جائیگا بالاجماع۔

مرتد اور مرتدہ نہ کسی مسلم مورث کے مال کے وارث ہوں گے اور نہ کسی دوسرے مرتد کے بجز اس کے کہ کل اہل ناحیہ مرتد ہو جائیں اس صورت میں وہ ایک دوسرے کے مال کے وارث ہوں گے۔

فصل اسیر کے احکام میں جب تک کہ اسیر (قیدی) اپنے دین کو نہ چھوڑے تو اس کے احکام عام مسلمانوں کے مطابق ہیں۔ اگر وہ اپنے دین کو چھوڑ دئے تو اس کے احکام مرتد کے مطابق ہیں اگر اس کا ارتداد اور حیات دعوت نہ معلوم ہو سکے تو اس کے احکام مفقود کے احکام کے مطابق ہیں۔

---

[1] فی سے مراد وہ مال ہے جو بلا لشکر کشی کے کفار سے حاصل ہو۔

فصل غرقی[1] ۔ حرقی[2] ۔ ہدمی[3] کے بیان میں

اگر چند اشخاص مرجائیں اور ان کی تقدیم و تاخیر ممات نہ معلوم ہو سکے تو وہ سب ایک وقت کے مرے ہوئے متصور ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا مال ان کی زندہ ورثاء کو دیا جائیگا اور ان اموات میں سے کوئی ایک دوسرے کا وارث ہو سکیگا اور یہی مذہب بہتر ہے اور فرمایا حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ نے کہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے بجز اس کے کہ ہر ایک دوسرے کا وارث اور مورث قرار پاتا ہو کہ اس صورت میں ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا

(تمت)

---

۱ غرقی ۔ ڈوبا ہوا ۔

۲ حرقی ۔ آگ یا بجلی کا جلا ہوا ۔

۳ ہدمی ۔ کسی مکان یا دیوار وغیرہ کے نیچے دبا ہوا شخص ۔